روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 22 ستمبر 2010ء 12 شوال 1431 ہجری 22 تبوک 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 196

واحد لاشریک

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

(سورۃ اخلاص)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ۔ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307)

نظام جماعت یا عہدیدار کے خلاف شکوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اُس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم وبیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد اول ص 149، 150)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

دارالضیافت کی نئی عمارت کا افتتاح

۞ 19 ستمبر 2010ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے دارالضیافت کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

رات کو 7 بجے محترم میاں صاحب نے فیتہ کاٹا اور افتتاحی دعا کرائی جس کے بعد آپ نے سب مہمانوں کے ساتھ نئی عمارت کا وزٹ کیا مکرم ماجد احمد خان صاحب نے بریفنگ دی اور تمام سہولتوں کا تعارف کرایا۔

آخر میں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس عمارت کو مسیح موعود کے مہمانوں کیلئے برکت اور سہولت کا موجب بنائے۔ آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

27 ستمبر 2010ء

1-25 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
2-00 am گلشن وقف نو
2-55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
4-10 am رفقائے احمد
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-20 am تلاوت
5-30 am یسرنا القرآن
5-50 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-20 am زندہ لوگ
6-55 am لقاء مع العرب
7-55 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-30 am خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
9-45 am سوال و جواب
11-00 am تلاوت اور درس حدیث
11-30 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
12-10 pm زندہ لوگ
12-35 pm گلشن وقف نو
1-40 pm فرنچ کلاس
2-00 pm حضور انور کے ساتھ ملاقات پروگرام
3-00 pm انڈونیشین سروس
4-15 pm تقاریر جلسہ سالانہ
4-50 pm تلاوت
5-00 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
5-30 pm زندہ لوگ
5-55 pm بنگلہ پروگرام
7-00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 11 ستمبر 2009ء
8-15 pm تقاریر جلسہ سالانہ
9-00 pm خبرنامہ
9-20 pm راہ ھدیٰ Live
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

28 ستمبر 2010ء

12-30 am لقاء مع العرب
1-50 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-20 am گلشن وقف نو
3-25 am تقاریر جلسہ سالانہ
4-00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
5-05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-40 am تلاوت اور درس حدیث
5-50 am ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
6-20 am لقاء مع العرب
7-40 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-10 am زندہ لوگ
8-35 am فرنچ ملاقات پروگرام
9-35 am جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
11-00 am تلاوت اور درس ملفوظات
11-30 am سائنس اور میڈیسن ریویو
12-05 pm زندہ لوگ
12-30 pm HIV and Aids پروگرام
1-00 pm گلشن وقف نو
2-05 pm سوال و جواب
3-10 pm انڈونیشین سروس
4-05 pm سندھی سروس
5-00 pm تلاوت
5-15 pm زندہ لوگ
5-40 pm سائنس اور میڈیسن ریویو اور ان سائیٹ
6-15 pm بنگلہ پروگرام
7-15 pm لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع 2009ء
8-25 pm تاریخی حقائق
9-00 pm خبرنامہ
9-25 pm راہ ھدیٰ
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

29 ستمبر 2010ء

12-35 am عربی سروس
1-35 am سائنس اور میڈیسن ریویو
2-10 am گلشن وقف نو
3-15 am لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع
4-10 am ریئل ٹاک
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am تلاوت
5-45 am یسرنا القرآن
6-05 am درس ملفوظات
6-20 am لقاء مع العرب
7-20 am عربی سیکھیے
7-50 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-20 am زندہ لوگ
8-50 am سوال و جواب
10-00 am لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع
11-00 am تلاوت اور درس حدیث
11-55 am آرٹ کلاس
12-05 pm زندہ لوگ
12-25 pm ربوہ میں اطفال الاحمدیہ کی ریلی
1-25 pm سوال و جواب
2-20 pm انڈونیشین سروس
3-20 pm سواحیلی سروس
4-30 pm تلاوت
5-00 pm زندہ لوگ
5-40 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 21 فروری 1986ء
6-50 pm جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
7-40 pm راہ ھدیٰ
9-10 pm خبرنامہ
9-40 pm فیتھ میٹرز
10-55 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-15 pm عربی سروس

30 ستمبر 2010ء

12-20 am ریئل ٹاک
1-05 am درس حدیث
1-20 am ربوہ میں اطفال الاحمدیہ کی ریلی
2-15 am جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
3-05 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 فروری 1986ء
4-05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
4-40 am تلاوت اور درس حدیث
5-10 am لقاء مع العرب
6-15 am جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
7-05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
7-20 am ربوہ میں اطفال الاحمدیہ کی ریلی
8-25 am زندہ لوگ
8-50 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 فروری 1986ء
9-40 am آرٹ کلاس
10-10 am جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
11-00 am تلاوت اور درس ملفوظات
11-30 am مسیح ہندوستان میں
12-15 pm زندہ لوگ
1-10 pm فیتھ میٹرز
2-15 pm ملاقات پروگرام (انگریزی زبان میں)
3-25 pm انڈونیشین سروس
4-25 pm پشتو سروس
5-20 pm تلاوت
5-30 pm زندہ لوگ
6-00 pm بنگلہ سروس
7-05 pm ترجمۃ القرآن
8-20 pm مسیح ہندوستان میں
9-05 pm خبرنامہ
9-35 pm درس ملفوظات
9-55 pm ملاقات پروگرام (انگریزی زبان میں)
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب

12۔افریقن ممالک میں احمدیہ ہسپتالوں کے بانی ڈاکٹرز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1970ء میں اپنے پہلے بابرکت دورہ مغربی افریقہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کا آغاز فرمایا۔ ابتداءً یہ سکیم دورہ شدہ چھ ممالک میں جاری ہوئی۔ یعنی گھانا، نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون۔ بعد ازاں خدمت خلق کے اس پروگرام میں مزید وسعت پیدا ہوئی اور اس وقت مشرقی، مغربی اور وسطی افریقہ کے بارہ ممالک میں مجلس نصرت جہاں کے تحت تعلیمی وطبی ادارہ جات کام کر رہے ہیں جن میں مرکز سے بھجوائے گئے واقف ڈاکٹرز اور اساتذہ خدمت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ان بارہ ممالک میں مجلس نصرت جہاں کی طرف سے بھجوائے گئے جن خوش نصیب ڈاکٹرز کو سب سے پہلے جانے اور اُس ملک میں مجلس نصرت جہاں کا بانی ڈاکٹر بننے کا اعزاز حاصل ہوا ان کے اسماء بغرض دعا و ریکارڈ درج ذیل ہیں۔

مجلس کے تحت پہلا ہسپتال اور بانی ڈاکٹر

1۔احمدیہ ہسپتال کوکوفو گھانا
مکرم بریگیڈئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب

2۔احمدیہ ہسپتال جورو سیرالیون
مکرم ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب

3۔احمدیہ ہسپتال بانجل گیمبیا
مکرم ڈاکٹر انوار احمد خان صاحب

4۔احمدیہ ہسپتال بکورونا نیجیریا
مکرم ڈاکٹر قاضی منور احمد صاحب

5۔احمدیہ ہسپتال منرو ویا لائبیریا
مکرم ڈاکٹر نصیر احمد مبشر صاحب

6۔احمدیہ ہسپتال جوتیرہ یوگنڈا
مکرم ڈاکٹر عباس احمد خان صاحب و محترمہ لیڈی ڈاکٹر آصفہ عباس صاحبہ

7۔احمدیہ ہسپتال آبی جان آئیوری کوسٹ
مکرم ڈاکٹر نظام الدین بدھن صاحب آف ماریشس

8۔احمدیہ ہسپتال کنشاسا کانگو
مکرم ڈاکٹر ریاض امیر الدین صاحب آف ماریشس

9۔احمدیہ ہسپتال مورو گورو تنزانیہ
مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب
محترمہ لیڈی ڈاکٹر فوزیہ شریف صاحبہ

10۔احمدیہ ہسپتال شیانڈا
مکرم ڈاکٹر خواجہ عطاء الرحمان صاحب

11۔احمدیہ ہسپتال سمگا ندے بورکینا فاسو
مکرم ڈاکٹر فضل محمود بھنوں صاحب آف ماریشس

12۔احمدیہ ہسپتال پورتو نوو و بینن
مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب خادم

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی

یتامیٰ اور بیوگان کے حقوق کی ادائیگی۔ اہم ذمہ داری

یتیم اور بیوگان کے کمزور اور بے آسرا طبقات کی رعایت معاشرہ کی اہم ذمہ داری ہے۔

جماعت احمدیہ کا نصب العین اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے اسوہ اور آپؐ کے صحابہ کے نمونے زندہ کرنا ہے۔3ھ میں اہل مدینہ کی معاشرتی زندگی پر ایک سخت ابتلا آیا جب غزوہ احد میں 70 صحابہ شہید ہوگئے اور کئی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوگئے۔اس نازک قومی المیہ کے موقع پر جہاں سورۃ النساء میں اس سانحہ کو بعض مسلمانوں کی اپنی ہی کوتاہی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے شہداء کے مقام و مرتبہ اور ان کے لواحقین کے صبر و استقلال کا ذکر کر کے تمام مومنوں کو تسلی دلائی گئی، وہاں معاشرہ میں یتامیٰ کے پیدا ہونے والے مسائل کے بارہ میں بھی وضاحت فرمائی۔ جو آئندہ پیدا ہونے والی ایسی کسی بھی صورتحال کے لئے عمدہ راہنمائی ہے۔دنیا میں ایسے سانحہ کے موقع پر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ فوری وقتی ہمدردی کے بعد یتامیٰ اور بیوگان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا اور ان کو لاوارثوں کی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کے حقوق سے زیادہ اپنے مفاد پیش نظر رکھ کر فیصلے کئے جاتے ہیں۔بعض دفعہ بیوگان کے موروثی مال و جائیداد کو دیکھ کر شادی بھی کر لی جاتی ہے مگر ان کے یتیم بچے سہارا ملنے کی بجائے سوتیلے باپ کی زیادتیوں کا شکار ہو کر اپنے ہی اموال سے محروم رہ جاتے ہیں اور معاشرے کا مظلوم طبقہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ نظام خلافت کی موجودگی اور نگرانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے معاشرہ کی قباحتوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارہ میں جماعت کو یہ تلقین فرما چکے ہیں:۔

’’یتیموں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے جماعت میں سے قربانی کا مادہ ختم ہو جاتا ہے اور جو یتیم ہیں اگر ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کی جائے تو ان کی ترقی میں روک بن جاتا ہے، انہیں آگے بڑھنے سے محروم کر دیتا ہے۔اور اگر اس کا صحیح طور پر سد باب نہ کیا جائے تو امیر غریب کے فاصلے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں اور پر امن معاشرے کی بجائے فسادی معاشرہ جنم لینا شروع کر دیتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26؍فروری 2010ء مطبوعہ الفضل 13؍اپریل 2010ء)

پس ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہ جائزہ لیتے رہیں کہ معاشرہ کے ان محروم طبقات کے لئے ہم اسوۂ نبوی کے مطابق کس حد تک عمل پیرا ہیں۔اور محض ان کے معاشی مسائل اور ضروریات پر ہی ہماری نظر نہ ہو بلکہ اخلاق فاضلہ کے تقاضوں کے مطابق ان کی عزت نفس اور جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ایک باوقار ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنے والے ہوں اور خدا کرے یہ مضمون موجودہ حالات میں خصوصاً ہمارے احباب جماعت کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔آمین

اسلام سے قبل یتامیٰ اور بیوگان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ان کے حقوق معاشرت اور عزت و تکریم کا خیال تو درکنار انہیں حقارت سے دھتکار دیا جاتا تھا۔اہل عرب کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے، یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا‘‘۔ (الماعون:4)

دوسری جگہ ان منکرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ’’خبردار! درحقیقت تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو‘‘۔ (الفجر:18,19)

رسول کریمؐ خود یتیم تھے۔آپؐ کی رضاعت کے لئے موزوں خاندان کی تلاش ہوئی تو بوجہ یتیم ہونے کے کوئی دایہ آپؐ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔بالآخر بنوسعد قبیلہ کی حلیمہ سعدیہ کو جب کوئی اور بچہ پرورش کے لئے نہ ملا تو وہ مجبوراً آپ کو قبول کرنے پر آمادہ ہوئی۔اس زمانہ میں یتیم بچیوں کے حقوق کی بھی کوئی ضمانت نہ تھی۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جس شخص کے پاس یتیم بچی کی کفالت ہوتی تھی اس زمانہ کی رسم کے مطابق اگر وہ ایک دفعہ اس پر کپڑا پھینک دیتا تو پھر کوئی اور اس سے کبھی بھی نکاح نہیں کر سکتا تھا۔اگر تو وہ لڑکی خوش شکل ہوتی اور اسے پسند ہوتی تو خود اس سے شادی کر کے اس کے مال کا بھی مالک بن جاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو دوسروں کو اس سے نکاح کرنے سے روک دیتا یہاں تک کہ وہ مرجاتی تو وہی اس کے وارث ہوتے۔قرآن شریف میں ان بدرسوم سے روکا گیا اور ارشاد ہوا کہ یتیم بچیوں سے انصاف کا معاملہ کرو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 443)

یہی حال بیوگان کے حقوق کی پامالی کا تھا۔شوہر کی وفات کے بعد ان سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں عورتیں شوہر کی میّت کے ساتھ ستی کی رسم کے مطابق جلا کر خاکستر کر دی جاتی تھیں۔تو عرب میں بیوہ عورتوں کا حال بھی زندہ درگور کرنے کے مترادف تھا۔ عرب دستور کے مطابق جاہلیت کے زمانہ میں بیوہ عورت خود شوہر کی وراثت میں تقسیم ہوتی تھی۔مرد کے قریبی رشتہ دار (مثلاً بڑا سوتیلا بیٹا) عورت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھا جاتا تھا۔وہ چاہتا تو خود اس عورت سے شادی کر لیتا۔وہ خود شادی نہ کرنا چاہتا تو ان کی مرضی کے بغیر ہی دوسری جگہ شادی نہ ہو سکتی الغرض بیوہ کا اپنا کوئی حق نہ تھا۔نبی کریمؐ نے بیوہ عورت کو نکاح کا حق دیا اور فرمایا کہ وہ اپنی ذات کے بارہ میں فیصلہ کے متعلق ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الایم احق بنکاحھا و بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء)

خاوند کی وفات کے بعد عرب میں بیوہ عورت کا حال بہت رسوا کن اور بدتر ہوتا تھا۔اسے بدترین لباس پہنا کر گھر سے الگ تھلگ ویران حصہ میں ایک سال تک عدت گزارنے کے لئے رکھا جاتا۔سال کے بعد عربوں کے دستور کے مطابق کسی گزرنے والے کتے پر بکری کی مینگنی پھینک کر اس قید خانہ سے باہر آتی تھی۔

(بخاری کتاب الطلاق باب الکحل للحادۃ:4916)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:۔

عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تُو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وُہ اپنی یاد تو کر ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمتِ عالمؐ آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظُلموں سے چھُڑواتا ہے
بھیج دُرود اُس محسن پر تُو دِن میں سو سو بار

الغرض رسول اللہؐ کی بعثت کے وقت ماسوائے اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ رکھنے والے چند افراد کے یتامیٰ اور بیوگان سے حسن سلوک کی خوبی بالعموم معاشرہ سے ناپید ہو چکی تھی۔ان بااخلاق وجودوں میں رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب اور چچا ابو طالب نمایاں ہیں۔جنہیں اس خوبی میں شہرت کے باعث عرب شاعر نے بھی

’’ثمالُ الیتامیٰ عصمۃٌ لِلْاَرَامِلُ‘‘

کا خطاب دیا یعنی یتامیٰ کے لئے معاشرہ کا باقی آخری سہارا اور بیوگان کی عصمت کے محافظ اور ان دو وجودوں کا باقی رہنا بھی مشیّت ایزدی تھی کیونکہ انہوں نے زمانے میں انقلاب پیدا کرنے والے ایک عظیم الشان وجود کی کفالت کرنی تھی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا تھا؟ پس پناہ دی‘‘۔ (الضحیٰ:7)

جہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی کم سنی اور عالم بے کسی میں ان وجودوں کو ایک پناہ گاہ بنا دیا۔وہاں خود رسول کریمؐ کو اس دور میں سے گزار کر یتیموں کے مسائل کا عملی ادراک بھی عطا فرمایا تا کہ یتیموں کی قدر و منزلت کے لطیف احساس سے آپ ان کے حقوق ادا کر سکیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود آپؐ کی ذات کے لئے یتیم کا لفظ استعمال کر کے تمام دنیا کے یتیموں کے لئے اسے موجب عزت و اکرام بنا دیا۔

قرآنی تعلیم

قرآن شریف میں خاص طور پر یتامیٰ اور بیوگان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کرنے کی بار بار یاد دہانی کروائی گئی ہے ۔یہ ذمہ داری اولین طور پر صاحب حیثیت قریبی رشتہ داروں کی ہے۔جس کی ادائیگی کو قرآن شریف میں بلند چوٹی سر کرنے جیسی اعلیٰ نیکی قرار دیا ہے۔(البلد :12 تا19) اس لئے بیوگان کے لئے یہ ہدایت فرمائی کہ تم اپنے میں سے بیوہ عورتوں اور نیک چلن لونڈیوں کی شادیاں کرواؤ۔ (النور: 33) قریبی رشتہ داروں کی طرف سے یہ فرائض ادا نہ کرنے کی صورت میں یہ ذمہ داری معاشرہ پر عائد ہوتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے والدین اور خونی رشتوں کے بعد اوّلین طور پر یتامیٰ اور مساکین کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یتیم لڑکے کی بلوغت اور لڑکی کی شادی ہونے تک عمدہ پرورش اور بہترین اخلاقی و دینی تربیت کی جائے۔

یتیم کا لفظ یُتم سے نکلا ہے جس کے معنے غفلت اور سست روی کے ہوتے ہیں۔بچے کو والد کی وفات کے بعد یتیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ بالعموم اس کے ساتھ حسن سلوک میں غفلت برتی جاتی ہے۔اس طرح مسکین کا لفظ سکن سے ہے، جس کے معنی حرکت سے معذور اور کمانے سے عاجز، محتاج کے ہیں جس میں تنگدست بیوگان بھی آجاتی ہیں۔ ان سب کی ضروریات اور حقوق کی ادائیگی کے لئے اسلامی بیت المال کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے ذریعہ نازل کی جانے والی کامل تعلیم میں جہاں اس دور کی معاشرتی خرابیوں کی نشاندہی کی گئی ہے وہاں ازراہ اصلاح جذبات ابھارنے والے پر حکمت انداز میں یتامیٰ کے اموال کی حفاظت کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’جو لوگ ڈرتے ہوں کہ وہ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ گئے تو اس کا کیا بنے گا، ان کو دوسرے یتیموں کے متعلق بھی اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہیے اور چاہیے کہ وہ صاف اور سیدھی بات کہیں۔جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور یقیناً شعلہ زن آگ میں داخل ہوں گے‘‘۔ (النساء10-11)

’’اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ (بنی اسرائیل:35)

یتامیٰ کی اصلاح و تربیت سے متعلق معاشرتی حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’اور لوگ تجھ سے یتامیٰ کے بارہ میں پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے کے مقابلہ میں خوب

جانتا ہے''۔ (البقرہ:221)

حضرت عائشہؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جانے کے قرآنی حکم پر صحابہؓ نے اس سختی سے عمل کیا کہ اپنے زیر پرورش یتیموں کا کھانا پینا تک الگ کر دیا اور ان کا بچا کھچا بھی استعمال کرنے کی بجائے ضائع کر دینے کو ترجیح دینے لگے۔ تب مذکورہ آیت میں واضح کیا گیا کہ ان سے میل جول میں حرج نہیں اور اللہ کی نیتوں پر نظر ہے۔

(ابوداؤد کتاب الوصایا باب مخالطۃ الیتیم فی الطعام)

یتیم بچیوں کی ولایت، نکاح اور مالی حقوق کی حفاظت کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:۔

''اور وہ تجھ سے عورتوں کے بارہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اللہ تمہیں ان کے متعلق فتویٰ دیتا ہے اور (متوجہ کرتا ہے اس طرف) جو تم پر کتاب میں ان یتیم عورتوں کے متعلق پڑھا جا چکا ہے۔ جن کو تم وہ نہیں دیتے جو ان کے حق میں فرض کیا گیا حالانکہ خواہش رکھتے ہو کہ ان سے نکاح کرو۔ اسی طرح بچوں میں سے (بے سہارا) کمزوروں کے متعلق (اللہ فتویٰ دیتا ہے) اور (تاکید کرتا ہے) کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ پس جو نیکی بھی تم کرو گے تو یقیناً اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے۔

(النساء128)

حضرت عائشہؓ سورہ نساء کی تیسری آیت میں یتیم بچیوں سے شادی کرنے کے حکم اور اس آیت کے متعلق فرماتی تھیں کہ یہاں مراد ایسی یتیم لڑکی ہے جو کسی شخص کی کفالت میں ہو اور وہ اس کے حسن و مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرنا چاہے تو اپنی کفالت کی وجہ سے اس کے حقوق دبائے نہیں اور حق مہر وغیرہ کے بارہ میں انصاف کے جملہ تقاضے پورے کرتے ہوئے نکاح کرے ورنہ نہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر باب1)

قرآن شریف نے یتیم کے دلی جذبات اور عزت نفس کا خیال رکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ جہاں تک یتیم کا تعلق ہے اس سے سختی نہ کر۔ (الضحیٰ:10) اور یتیم کی عزت کرنے والوں کو روحانی خوشیوں اور مسرتوں سے بھری جنت کی نوید سنائی ہے۔

(الدھر 9 تا 13)

رسول کریم ﷺ نے بیوہ عورتوں کے خلاف جاری اس ظلم کو بھی روکا کہ وہ مال کی طرح وارثوں میں تقسیم ہوں اور چاہیں تو خود یا کسی اور سے نکاح کر دیں اور چاہیں تو منع کر دیں فرمایا اے مومنو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

(النساء:20)

اس طرح فرمایا ''اور عورتوں میں سے ان سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نکاح کر چکے ہوں سوائے اس کے جو پہلے گزر چکا۔ یقیناً یہ بڑی بے حیائی اور بہت قابل نفرین ہے۔ اور بہت ہی برا رستہ ہے''۔ (النساء:23) اس کی بجائے قرآن نے ان کا یہ حق قائم فرمایا، کہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن کا عرصہ عدت گزارنے کے بعد انہیں اپنے بارہ میں کوئی بھی معروف فیصلہ نکاح وغیرہ کے ذریعے کر سکتی ہیں دوسرے کم از کم ایک سال تک انہیں اپنے خاوند کے گھر میں رہائش کی سہولت دینی ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ خود اسے چھوڑ دیں۔

(البقرہ:241,235)

یتامیٰ و ایامیٰ کا نجات دھندہ

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو خود ایک یتیم تھے اور ان لاوارث یتامیٰ و ایامیٰ کے والی اور محافظ بن کر آئے تھے۔ آپؐ نے اس قرآنی تعلیم کے ذریعہ ان کے حقوق نہ صرف قائم کئے بلکہ معاشرہ سے دلوا کر دکھائے۔ آپؐ نے خوبصورت اسلامی تعلیم پر عمل کر کے دکھایا اور فرمایا کہ ''بیوگان اور مسکین کے لئے کوشش اور خدمت میں لگا رہنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور اس عبادت گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا''۔ (بخاری کتاب الادب باب25)

یتامیٰ کے حق میں جو علم جہاد آپؐ نے بلند کیا اس میں اپنے ساتھ شریک جہاد ہونیوالوں کے بارہ میں فرمایا کہ ''یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں دو انگلیوں کی طرح ملے ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور وسطی انگلی کو ملا کر دکھایا۔ دوسری روایت کے مطابق فرمایا بشرطیکہ کفالت یتیم کرنے والا اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کے حق ادا کرے۔

(بخاری کتاب الادب باب 24 و مسند احمد جلد 2 ص 375)

حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جس شخص نے کسی یتیم بچے کے سر پر محض خدا کی خاطر ہاتھ پھیرا تو ہر بال کے عوض جسے اس کے ہاتھ نے چھوا اُسے کئی نیکیاں عطا کی جائیں گی اور جس نے کسی یتیم بچی کی عمدہ تربیت یا اپنے زیر پرورش کسی یتیم بچے سے حسن سلوک کیا۔ میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپؐ نے وسطی انگلی اور انگشت شہادت میں فرق ڈال کر دکھایا۔

(مسند احمد جلد 5 ص 250)

علامہ ابن بطال نے اس جگہ ایک لطیف بات لکھی ہے کہ جو شخص بھی یتیم کی کفالت کے عوض رسولؐ اللہ کی معیّت والی حدیث سنے اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے تا کہ اسے جنت میں اپنے آقا و مولا کی رفاقت نصیب ہو۔ کیونکہ اخروی زندگی میں اس سے افضل مقام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد 10 ص 451)

رسول کریمؐ نے یتیم بچے کے لطیف جذبات کا احساس کرتے ہوئے اس کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں اور فرمایا: جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا اللہ اسے جنت عطا فرمائے گا سوائے اس کے کہ اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جو قابل بخشش نہ ہو۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب 13,14)

حضرت ابو درداءؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو (جن کے ساتھ رسول کریمؐ نے ان کی اسلامی مؤاخات کروائی تھی) ایک خط میں لکھا کہ اے میرے بھائی یتیم کے ساتھ رحم کا سلوک کرنا اور اسے اپنے قریب رکھنا، اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اسے اپنے کھانے میں سے کھانا کھلانا۔ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا، جب ایک شخص نے آپؐ کے سامنے اپنے دل کی سختی کا ذکر کیا تو آپؐ نے اسے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو اور حاجتیں پوری ہوں تو یتیم کو اپنے پاس رسائی دو۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلاؤ۔ یہ نیکی تمہارے دل کو نرم کرنے کا موجب ہوگی اور تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی۔ اسی طرح فرمایا جس دستر خوان پر یتیم کھانا کھاتا ہے وہاں شیطان نہیں آتا (یعنی بے برکتی نہیں ہوتی)

(مصنف عبدالرزاق جلد 11 ص 96)

(معجم الاوسط للطبرانی جلد 7 ص 163)

آپؐ نے نفسیاتی طور پر یتیم بچے کو احساس کمتری سے بچانے کی خاطر نہایت باریک بینی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا طریق تک اپنے صحابہ کو سمجھایا جو عام بچوں کے مقابل پر ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ یتیم کے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرا جاتا ہے پھر آپؐ نے اس کی پیشانی کے قریب سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھا اور اسے سر کے درمیان تک لے گئے اور پھر واپس پیشانی تک لائے اور فرمایا اگر اس کا باپ موجود ہو تو پھر سر کے درمیان سے پیچھے کی طرف ہاتھ پھیرو۔ گویا یتیم بچے کے ساتھ باپ سے زیادہ شفقت کے انداز سے برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ ''رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم یتیم کے لئے ایک محبت کرنے والے باپ کی طرح ہو جاؤ''۔

(مجمع الزوائد جلد 8 ص 163,193)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو گھروں میں سے سب سے پیارا گھر وہ ہے جس میں یتیم کی عزت کی جاتی ہے''۔

(ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

دوسری ہدایت میں ہے کہ ''مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم سے حسن سلوک ہوتا ہے اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیموں سے بدسلوکی کی جاتی ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی جلد 7 ص 472)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہیں دے گا، جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم گفتگو کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری کی حالت میں اس سے پیار کا سلوک کیا۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی فضل من عال یتامیٰ)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یتیم کو رلانے سے بچو کیونکہ رات کو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو اس کا رونا آسمان پر بڑی تیزی سے جاتا ہے۔

(الترغیب والترھیب للمنذری جلد 3 ص 348)

رسول اللہ ﷺ نے جہاں بیوگان کے حقوق قائم فرمائے وہاں ایسی بیوہ عورت کی قربانی کو بھی سراہا جو اپنے شوہر کے یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے وقف ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اور زرد رخساروں والی عورت قیامت کے دن ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی انگلی) کی طرح ہوں گے۔ وہ صاحب حیثیت اور شکل و صورت رکھنے والی عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو اپنے یتیم بچوں کی خاطر وقف کر دیا یہاں تک کہ وہ خود اس سے جدا ہوئے یا فوت ہو گئے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی فضل من عال یتامیٰ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھولوں گا تو اچانک دیکھوں گا کہ ایک عورت بڑی تیزی سے میری طرف آتی ہے۔ میں اسے کہوں گا کہ آپ کون ہو اور آپ کو کیا ہوا۔ وہ کہے گی کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی خاطر میں بیٹھ رہی تھی۔ (مسند ابویعلیٰ جلد 12 ص 7)

آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد آنے والی فتوحات کے نتیجہ میں امت کو فراخی اور اموال عطا ہونے کی خبر دیتے ہوئے نصیحت کے رنگ میں فرمایا کہ بہترین مسلمان وہ صاحب دولت شخص ہوگا جو مسکین، یتیم اور مسافر کا حق ادا کرے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتامیٰ)

نبی کریمؐ نے یتیم کے مالی حقوق کی حفاظت کے لئے قرآنی تعلیم پر عمل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہلاک کرنے والی چند باتوں سے تنبیہ کرتے ہوئے یتیم کا مال کھانے کی ممانعت فرمائی اور اس کے قریب نہ جانے کی قرآنی ہدایت کے احترام میں یہاں تک فرمایا کہ حتی الوسع مال یتیم کی ذمہ داری اٹھانے سے بھی بچو۔

(نسائی کتاب الوصایا باب النھی عن الولایۃ علی مال الیتیم)

تاہم ایسے مال کی نگرانی سپرد ہو جانے کی صورت میں آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ یتیم کے مال سے اسراف اور فضول خرچی نہ کی جائے البتہ اپنے لئے مال و جائیداد بنائے بغیر اپنے اوپر کھانے پینے کیلئے خرچ کر سکتے ہو۔ یہ اجازت بھی تنگدست کے لئے بطور حق خدمت کے ہے جو مال یتیم میں تجارت وغیرہ کے لئے اپنا وقت صرف کرتا ہے۔ آپؐ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ یتیم کے مال کو بغیر تجارت میں لگائے اس طرح جمع کر کے نہ رکھو کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے وہ مسلسل کم ہوتا رہے۔ (ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ مال الیتیم)

حقوق یتامیٰ کے تحفظ کے لئے اس قدر باریک بینی سے تفصیلی تعلیم دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نفسیاتی طور پر یتیم بچوں کو احساس کمتری سے بچانے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لئے ایک طرف ان کے لئے یتیم کا وہ لفظ استعمال

کیا جو قرآن میں آپؐ کے لئے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ دوسرے یہ اصولی وضاحت فرما دی کہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جانے تک ہی یتیمی کا دور ہوتا ہے۔ اس کے بعد کوئی یتیم نہیں۔

(ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء متیٰ ینقطع الیتم)

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو یتامیٰ کے حقوق کی اتنی فکر رہتی تھی کہ اپنے ربّ کے حضور مناجات کرتے ہوئے اس بارہ میں مدد کے بھی طالب ہو کر عرض کیا ''اے اللہ! میں ان دو کمزوروں، یتیموں اور عورتوں کے حقوق ضائع ہونے سے سخت پریشان رہتا ہوں''۔

(نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حق المرءۃ)

رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی پاکیزہ تعلیم کی روشنی میں یتامیٰ اور بیوگان سے حسن سلوک کا اعلیٰ عملی نمونہ قائم کر کے دکھایا خود آپؐ کے گھر میں اپنی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کے یتیم بچے زیر پرورش تھے جو غزوہ احد میں زخمی ہونے والے حضرت ابوسلمہؓ کی شہادت کے بعد یتیم ہو گئے تھے رسول کریم ﷺ نے ابوسلمہؓ کی بیوہ سے نکاح کر کے قومی ضرورت کے تقاضے پورے کئے دوسری طرف ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھ کر حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ان بچوں پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں اجر بھی عطا فرمائے گا۔

آپؐ خود ان کے یتیم بچے سلمہ کو دسترخوان پر اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اس کو آداب سکھاتے نظر آتے ہیں۔ اپنے صحابہ کو بھی آپؐ نے یہی تعلیم دی۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی بیوی حضرت زینبؓ اپنے سابق شوہر مرحوم کے بچوں کی بھی پرورش کرتی تھیں۔ انہوں نے رسول کریمؐ سے اس بارہ میں پوچھوایا کہ کیا میں اپنے زیر پرورش بچوں پر صدقہ کر سکتی ہوں؟ رسول کریم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہیں تو اس کا دوہرا اجر ہوگا۔ ایک قرابت دار یتیم بچوں سے حسن سلوک کا اور دوسرے صدقہ کرنے کا۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام)

حضرت بشیرؓ بن عقربہ جہنی کے والد احد میں شریک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ احد کے دن رسول اللہؐ سے مل کو اپنے والد کے بارہ میں پوچھا! آپؐ نے فرمایا وہ شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر ہو، میں یہ سن کر رونے لگا۔ رسول کریم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور فرمایا کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں گا اور حضرت عائشہؓ تمہاری ماں۔ (مجمع الزوائد جلد 8 ص 161)

غزوہ اُحد کے ایک اور شہید حضرت سعد بنؓ ربیع تھے وہ صاحب جائیداد تھے۔ دو یتیم بچیاں پیچھے چھوڑیں۔ ابھی ورثہ کے احکام نہیں اترے تھے اور پرانے رواج کے مطابق یتیم بچیوں کے چچا نے بھائی کی جائداد سنبھال لی۔ ایسے مسائل پیدا ہونے پر میراث کی آیات اتریں جن میں قریبی رشتہ داروں کے حصے مقرر کر دیئے گئے۔ رسول کریم ﷺ نے ان یتیم بچیوں کے چچا کو بلوا کر ان احکام سے آگاہ کیا اور حضرت سعدؓ کی دونوں بیٹیوں کو تیسرا تیسرا حصہ اور ان کی بیوہ کو آٹھواں حصہ دینے کی ہدایت فرمائی۔

(ترمذی کتاب الفرائض باب میراث البنات)

حضرت عبد اللہ بن جحش ام المومنین حضرت زینبؓ کے بھائی نے احد میں شہادت کی دعا کی تھی۔ جو قبول ہوئی اور وہ جوانی میں شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شہید احد اور اپنے نسبتی بھائی ...... خود سنبھال لی اور ترکہ کے انتظام اور ولایت ان کے یتیم بیٹے محمد کے لئے باپ کے مال کی حفاظت کرتے ہوئے خیبر میں ان کے لئے زرعی اراضی خریدنے کا اہتمام فرمایا۔ (استیعاب بیروت صفحہ 442)

اسی طرح شہید احد حضرت حمزہؓ کی بیٹی فاطمہ مکہ میں یتیم رہ گئی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھائی بھائی کہتے ہوئے حاضر خدمت ہوئیں۔ چونکہ یتیم بچی کی شادی نہ ہونے تک اس کی کفالت کی ذمہ داری ادا کرنی لازم ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کی خواہش تھی کہ اپنی اس چچازاد بہن کی کفالت کا حق وہ ادا کریں۔ جبکہ حضرت زید نے اپنے دینی بھائی حضرت حمزہؓ (جن سے ان کی مواخات ہوئی تھی) کی بیٹی اور اپنی بھتیجی کی کفالت کی پرزور پیش کش کی رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو حضرت جعفرؓ کے سپرد کیا کیونکہ بوجہ خالو ہونے کے ان کا دوہرا رشتہ تھا۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 98)

الغرض صحابہ میں یتامیٰ کی کفالت کے لئے بھی ایک مسابقت کا جذبہ پایا جاتا تھا بعد میں حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے شادی کی اور اپنی وفات پر وصیت کی کہ میرے بعد اگر چاہو تو مغیرہ بن شعبہ سے نکاح کر لینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

احد کے ایک اور شہید حضرت عبداللہؓ تھے جنہوں نے اپنے پیچھے اپنے بیٹے حضرت جابرؓ کے علاوہ نو (9) بیٹیاں چھوڑیں اور وہی ان کے واحد کفیل تھے۔ آنحضرتؐ نے اس خاندان کے ساتھ ہمیشہ محبت اور شفقت بھرا سلوک روا رکھا۔ والد کی شہادت کے بعد حضرت جابرؓ کو مغموم دیکھ کر سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! والد کی شہادت کے بعد بہنوں کی ذمہ داری کے علاوہ قرض بھی ہے۔ رسولؐ اللہ نے ان کو دلاسا دیا اور اس کے بعد ہمیشہ ان سے احسان کا سلوک فرماتے رہے۔ سب سے پہلے خود موقع پر جا کر یہودی ساہوکاروں کا سارا قرض ادا کرنے کا انتظام کروایا۔ پھر حضرت جابرؓ چونکہ غیور نوجوان تھے اس لئے حیلوں بہانوں سے انہیں اس طرح عطا فرماتے رہے کہ ان کی عزت نفس میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔ ان کی شادی کے بعد ایک سفر میں ان سے ایک اونٹ خریدا اور پھر وہ اونٹ مع قیمت ان کو واپس کر کے ان کی امداد کے سامان کئے اور ان سے مزید وعدہ فرمایا کہ ''جب بحرین کا مال آئے گا تو میں اس اس طرح تمہیں دوں گا''۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جب وہ مال آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وعدہ پورا کر دکھایا اور یوں وفات کے بعد بھی رسولؐ اللہ کی حضرت جابرؓ سے عنایات کا سلسلہ جاری رہا۔

(ترمذی کتاب التفسیر سورہ آل عمران۔ بخاری کتاب البیوع، کتاب الاستقراض، کتاب الھبہ، کتاب المغازی، کتاب النکاح)

یتیموں کے لئے رسول اللہؐ کا دل بہت نرم اور فراخ واقع ہوا تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ایک بچہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں ایک یتیم بچہ ہوں، میری ایک یتیم بہن بھی ہے اور ہماری بیوہ ماں ہم یتیموں کی پرورش کرتی ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اس کھانے میں سے جو آپ کے پاس ہے ہمیں اتنا عطا فرما دیں کہ ہم راضی ہو جائیں رسول اللہؐ نے فرمایا اے بچے! تم نے کیا خوب کہا۔ ہمارے گھر والوں کے پاس جاؤ اور جو کھانے کی چیز ان سے ملے وہ لے آؤ۔ بچہ آپؐ کے پاس اکیس کھجوریں لے کر آیا رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں اپنی ہتھیلی پر رکھیں اور ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف اُٹھائیں۔ ہم نے دیکھا جیسے آپؐ اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کر رہے ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا بچے! سات کھجوریں تمہارے لئے، سات تمہاری ماں کے لئے اور سات تمہاری بہن کے لئے ہیں۔ ایک کھجور صبح اور ایک شام کو۔ جب وہ بچہ رسول کریمؐ کے پاس سے جانے لگا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنا ہاتھ اس بچے کے سر پر رکھا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری یتیمی کا مداوا کرے اور تمہارے باپ کا اچھا جانشین تم کو عطا کرے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے معاذ: آپ نے اس بچے کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ میں نے دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اس بچے سے محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر میں نے ایسا کیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مسلمانوں میں سے کوئی شخص یتیم کا والی نہیں بنتا مگر اللہ تعالیٰ اس شخص کو یتیم کے ہر بال کے عوض ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ہر بال کے عوض ایک اور نیکی عطا کرتا اور ہر بال کے برابر ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 8 ص 162)

شہدائے جنگ موتہ کے پسماندگان سے بھی حضرت محمد ﷺ نے ایسا ہی حسن سلوک کیا آپؐ کے چچازاد حضرت جعفرؓ طیار بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ رسول کریمؐ بنفس نفیس حضرت جعفرؓ کے گھر ان کی شہادت کی خبر دینے تشریف لے گئے۔

حضرت جعفرؓ کی بیوہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس کا بیان ہے۔ ''جب جعفر اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر آئی تو آنحضرت ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں گھر کے کام کاج آٹا وغیرہ گوندھنے کے بعد بچوں کو نہلا دھلا کر فارغ ہوئی ہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں انہیں رسولؐ اللہ کے پاس لے آئی۔ آپؐ نے ان کو گلے لگایا اور پیار کیا آپؐ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں نے گھبرا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ کس وجہ سے روتے ہیں؟ کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں کوئی خبر آئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ آج شہید ہو گئے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں میں اس اچانک خبر کو سن کر چیخنے لگی۔ دیگر عورتیں بھی افسوس کے لئے ہمارے گھر اکٹھی ہو گئیں۔ رسول کریم ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور ہدایت فرمائی کہ ''جعفر کے گھر والوں کا خیال رکھنا اور انہیں کھانا وغیرہ بنا کر بھجوانا کیونکہ اس صدمہ کی وجہ سے انہیں مصروفیت ہو گئی ہے۔''

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو شہادت جعفرؓ کی اطلاع دے کر ان کے حال پر چھوڑ دیا تا کہ وہ آنسو بہا کر غم غلط کر لیں۔ پھر آپؐ دوبارہ ان کے ہاں تشریف لائے اور تعزیت فرمائی اور بچوں کے لئے دعا کی۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 372، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند جلد 5 ص 156)

تیسرے روز آپ پھر حضرت جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ''بس اب آج کے بعد میرے بھائی پر مزید نہیں رونا''۔ آپؐ نے ان کے یتیم بچوں کی کفالت کا انتظام و انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور ان کی بیوہ سے فرمایا کہ میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس لاؤ۔ حضرت جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ کا بیان ہے کہ ''ہمیں رسولؐ اللہ کے پاس اس طرح لایا گیا جیسے مرغی کے چوزے پکڑ کر لائے جاتے ہیں۔ آپؐ نے حجام کو بلوایا ہمارے بال وغیرہ کٹوائے اور ہمیں تیار کروایا۔ بہت محبت و پیار کا سلوک کیا اور فرمایا ''جعفر طیار کا بیٹا محمد تو ہمارے چچا ابو طالب سے خوب مشابہ ہے اور دوسرا بیٹا اپنے باپ کی طرح شکل اور رنگ ڈھنگ میں مجھ سے مشابہ ہے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور گویا خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے دردِ دل سے یہ دعا کی۔ ''اے اللہ جعفر کے اہل و عیال کا خود حافظ و ناصر ہو'' اور میری (عبداللہ کی) تجارت میں برکت کیلئے بھی دعا کی۔

ایک مرتبہ ہماری والدہ اسماءؓ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں ہماری یتیمی کا ذکر کیا تو آپؐ نے انہیں تسلی دلاتے ہوئے فرمایا کبھی ان بچوں کے فقر و فاقہ کا خوف مت کرنا میں نہ صرف اس دنیا میں ان کا ذمہ دار ہوں بلکہ اگلے جہاں میں بھی ان کا دوست اور ولی ہوں گا''۔ (مسند احمد جلد 1 ص 204)

ایک دفعہ ایک یتیم بچے کا حضرت ابولبابہؓ سے ایک کھجور کے درخت پر تنازعہ ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے ابولبابہؓ کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ یتیم بچہ رونے لگا تو رسول اللہؐ نے ابولبابہؓ کو تحریک فرمائی کہ بے شک درخت آپ کا ہے۔ مگر یہ آپ اس یتیم بچے کو دے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے عوض جنت میں درخت عطا فرمائے گا۔ ابولبابہؓ نے یہ پیشکش قبول نہ کی۔ حضرت ثابتؓ بن دحداح کو پتہ چلا تو انہوں نے ابولبابہؓ سے پوچھا کہ کیا تم میرے باغ کے عوض مجھے یہ درخت دے سکتے ہو۔ ابولبابہ مان گئے تو حضرت ثابت بن ابو دحداح نے رسول اللہؐ کی خدمت میں

حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ! کھجور کا وہ درخت جو آپ نے یتیم بچے کے لئے لینا چاہا تھا اگر میں وہ لے کر پیش کر دوں تو کیا مجھے بھی اس کے عوض جنت میں درخت ملے گا۔آپؐ نے فرمایا ہاں۔پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔حضرت ابو دحداح جب شہید ہوئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا ابو دحداح کے لئے جنت میں کتنے ہی پھل دار درخت جھکے ہوں گے۔

(استیعاب صفحہ 792 دار المعرفہ بیروت)

آنحضرت ﷺ بیوگان اور یتامیٰ سے حسن سلوک کا خاص خیال رکھتے تھے۔ایک غزوہ سے واپسی پر جب آپؐ کے لشکر کے پاس پانی ختم ہو گیا تو صحابہ اس کی تلاش میں نکلے۔ایک عورت اونٹ پر پانی لاتی ہوئی ملی۔معلوم ہوا کہ بیوہ عورت ہے جس کے یتیم بچے ہیں۔رسول کریمؐ نے دعا کر کے اس کے پانی کے اونٹ پر سے ایک مشکیزہ لے کر اس پر برکت کے لئے دعا کی پھر اس کے پانی سے تمام لشکر نے پانی لیا مگر پھر بھی وہ کم نہ ہوا۔رسول اللہؐ نے اس بیوہ عورت سے حسن سلوک کی خاطر صحابہ کے پاس موجود زادراہ جمع کروالی اور اس بیوہ عورت کو کھجوریں اور روٹیاں عطا کرتے ہوئے فرمایا ہم نے تمہارا پانی ذرا بھی کم نہیں کیا اور یہ زادراہ تمہارے یتیم بچوں کے لئے تحفہ ہے۔اس عورت نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا کہ میں ایک بڑے جادوگر کے پاس سے ہو کر آئی ہوں یا پھر وہ نبی ہے۔یوں اس عورت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی السلام)

اپنے آقاؐ کے یتامیٰ سے حسن سلوک کے پاکیزہ نمونے دیکھ کر بھی مخلص صحابہ اور صحابیات یتیم بچوں کی پرورش کی سعادت پاتے اور اپنی اولاد کی طرح محبت و پیار سے ان کی تعلیم و تربیت کرتے تھے۔

مدینہ میں حضرت ابو طلحہؓ انصاری اور حضرت امّ سلیمؓ کے گھرانہ میں بھی ایک یتیم لڑکے اور ایک یتیم بچی کی پرورش کا ذکر ملتا ہے۔آنحضرت ﷺ کا حضرت امّ سلیمؓ کے گھر آنا جانا تھا۔ایک دفعہ ان کے گھر نفل نماز با جماعت پڑھائی۔اس یتیم بچے کے بھی ساتھ با جماعت نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ایک دوسرے موقع پر رسول کریم ﷺ نے حضرت امّ سلیمؓ کے گھر کی یتیم بچی کو دیکھا تو محسوس کیا کہ عمدہ پرورش کے نتیجہ میں جلد جلد پروان چڑھ رہی اور تیزی سے بڑھ رہی ہے۔آپؐ نے اسے دیکھ کر پیار سے فرمایا اے لڑکی! تم اتنی بڑی ہو گئی ہو۔تم تو چھوٹی ہی رہو۔یتیم بچی نے سوچا کہ رسول کریم ﷺ کے منہ سے بات نکلی ہے۔اب پتہ نہیں آئندہ میں بڑی بھی ہو سکتی ہوں کہ نہیں۔وہ روتی ہوئی حضرت امّ سلیمؓ کے پاس گئی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بڑے نہ ہونے کی دعا کر دی ہے۔اب میں کبھی بھی بڑی نہیں ہو سکوں گی۔حضرت ام سلیمؓ کو بھی اپنی یتیم بچی بہت پیاری تھی۔فوراً اپنی اوڑھنی لی اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیم بچی کے بارہ میں واقعی یہ دعا کی ہے کہ وہ کبھی بڑی نہ ہو اور ہمیشہ چھوٹی ہی رہے۔رسول کریم ﷺ اس پر مسکرائے اور فرمایا اے امّ سُلیم! کیا تمہیں پتہ نہیں کہ میں نے اپنے ربّ سے ایک دعا کی ہوئی ہے کہ ایک انسان ہونے کے ناطہ سے میں خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔اس لئے اے اللہ! اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کے بارہ میں ایسا کلمہ کہہ دوں جو اس کے حسب حال نہ ہو تو اسے اس شخص کے لئے پاکیزگی برکت اور قربت کا ذریعہ بنا دے جس سے وہ قیامت کے دن قرب حاصل کرے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ و کتاب البر والصلۃ باب من لعنہ النبیؐ)

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس قرآنی حکم کے مطابق کے بیوہ عورتوں کے نکاح کا انتظام کیا کرو۔(سورۃ النور:33) بیوگان کے مناسب حال رشتوں کے لئے خود بھی عملی نمونہ پیش کیا۔

رسولؐ اللہ نے جو شادیاں کیں ان میں دیگر مصالح کے علاوہ ایک اہم مصلحت بیوگان کے لئے سہارا مہیا کرنا بھی تھا۔چنانچہ آپؐ نے نو 9 خواتین سے بیوہ ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔پہلی شادی حضرت خدیجہؓ سے بھی بیوگی کی حالت میں ہوئی۔ان کے سابق شوہر سے دو یتیم بچے ہند اور ہالہ بھی تھے جو حضورؐ کی کفالت میں آکر زیر تربیت رہے۔

ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ غزوۂ بدر میں اپنے شوہر عبیدہؓ کی شہادت ہونے کے بعد بیوہ ہوئیں تو ان سے آپؐ کا نکاح ہوا۔یہی صورت حضرت ام سلمہؓ اور حضرت حفصہؓ سے نکاح کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں زخمی ہونے والے اپنے عزیز صحابی حضرت ابو سلمہؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کر کے قومی ضرورت کے تقاضے پورے کئے۔آپؐ کے گھر میں حضرت ام سلمہؓ کے یتیم بچے بھی زیر پرورش رہے۔دوسری طرف ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھ کر حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ان بچوں پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں اجر بھی عطا فرمائے گا۔آپؐ خود ان کے یتیم بچے سلمہ کو دستر خوان پر اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اس کے آداب سکھاتے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج و کتاب الاطعمہ)

حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے شوہر حضرت خنیسؓ بن حذافہ نے احد میں شرکت کے بعد ایک زخم کی وجہ سے مدینہ میں وفات پائی۔حضرت عمرؓ کو اپنی جواں سال بیوہ ہونے والی بیٹی کے لئے طبعاً پریشانی تھی انہوں نے از خود اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے قریب ترین اور قابل اعتماد دوستوں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا۔حضرت عثمانؓ نے تو یہ کہہ کہ معذرت کر لی کہ فی الوقت ان کا شادی کا ارادہ نہیں۔مگر حضرت ابوبکرؓ نے خاموشی اختیار کی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بتایا کہ چونکہ خود رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لینے کا ذکر فرما چکے تھے اس لئے افشائے راز کی بجائے خاموشی ہی مناسب تھی۔یہ بات حضرت عمرؓ کے لئے باعث تسکین ہوئی۔یوں رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی بیوہ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لے کر اپنے عزیز دوست حضرت عمرؓ کی پریشانی بھی دور فرمائی۔

(بخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنتہ)

ام المومنین حضرت سودہؓ کے شوہر سکرانؓ اور حضرت ام حبیبہؓ کے شوہر عبیداللہ بن جحش بھی ہجرت حبشہ کے دوران وفات پا گئے اور وہ بیوہ ہوئیں تو ان سے رسولؐ اللہ نے نکاح فرمایا۔ام المومنین حضرت میمونہؓ سے نکاح حضرت عباسؓ کی تحریک پر تھا جو ان کی نسبتی بہن تھیں۔انہوں نے ہی رسولؐ اللہ کی خدمت میں ان کی بیوگی کا ذکر کر کے یہی پیشکش کی جسے آپؐ نے قبول فرمایا۔

حضرت جویریہؓ کے شوہر غزوہ بنو مصطلق میں اور حضرت صفیہؓ کے شوہر غزوہ خیبر میں حالت کفر میں مارے گئے اور وہ بیوہ ہو گئیں۔جس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان سے عقد فرمایا۔

الغرض رسولؐ اللہ نے بیوگان کے حقوق کی ادائیگی کا بہترین عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا۔خدمت کا یہ کام جس ذاتی توجہ، محنت اور قربانی کو چاہتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ معاشی لحاظ سے کمزور بیوگان کی ضرورت کا خاص طور پر خیال رکھتے اور ان کی امداد فرماتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ نے کسی قافلہ سے تجارتی سودا کیا۔اس کی قیمت آپؐ کے پاس میسر نہ تھی۔وہ آپؐ نے فروخت کر دیا اور جتنا نفع ملا وہ سارا اپنے خاندان عبدالمطلب کی بیواؤں میں بطور صدقہ بانٹ دیا۔

(ابوداؤد کتاب البیوع باب فی التشدید فی الدین)

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بیوگان کے مناسب حال رشتوں کا انتظام کرنے کے لئے خود بھی عملی نمونہ پیش کیا۔حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے شوہر حضرت خنیسؓ بن حذافہ نے بدر اور احد میں شرکت کے بعد ایک زخم کی وجہ سے مدینہ میں وفات پائی۔حضرت عمرؓ کی پریشانی اپنی جواں سال بیوہ ہونے والی بیٹی کے لئے طبعی تھی انہوں نے از خود اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے قریب ترین اور قابل اعتماد دوستوں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا۔حضرت عثمانؓ نے تو یہ کہہ کہ معذرت کر لی کہ فی الوقت ان کا شادی کا ارادہ نہیں۔مگر حضرت ابوبکرؓ نے خاموشی اختیار کی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بتایا کہ چونکہ خود رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لینے کا ذکر فرما چکے تھے اس لئے افشائے راز کی بجائے خاموشی ہی مناسب تھی۔یہ بات حضرت عمرؓ کے لئے باعث تسکین ہوئی۔یوں رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی بیوہ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لے کر اپنے دوست حضرت عمرؓ کی پریشانی بھی دور فرمائی۔

(بخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنتہٗ)

محسن انسانیت ﷺ کو یتیم بچوں کے مال کی حفاظت کا اتنا خیال تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ مجھے پتہ چلا ہے کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے پوچھا کہ جس سے میں نے یہ خریدی تھی کیا اسے میں واپس لوٹا سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ مناسب نہیں ہے۔اس نے کہا کیا میں یہ بطور تحفہ کسی ایسے شخص کو دے سکتا ہوں جو مجھے اس کے بدلہ میں کوئی اور تحفہ دے دے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! دراصل اس میں ایسے یتیم بچوں کا مال بھی شامل ہے جو میری پرورش میں ہیں۔یہ سن کر آپ جیسے بے چین ہو گئے اور فرمایا ''جب بحرین کا مال آئے گا تو تم ہمارے پاس آجانا تمہارے زیر پرورش یتیم بچوں کے مالی نقصان کا معاوضہ ہم ادا کریں گے''۔

(مجمع الزوائد فی منبع الفوائد جلد 4 ص 89 مطبوعہ بیروت)

آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے خلفاءؓ نے بھی کمزوروں کے حقوق کی ادائیگی کے یہی خوبصورت نمونے دکھائے۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول بیت المال میں کچھ جمع رکھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھلے دل سے خرچ کرتے رہتے تھے۔ایک دفعہ سردی کے موسم میں کچھ ریشمی چادریں دیہات سے آئیں جو آپؐ نے خرید کر مدینہ کی تمام بیواؤں میں تقسیم فرما دیں۔آپؓ کی وفات کے بعد بیت المال میں کوئی دینار یا درہم باقی نہ تھا۔جھاڑو دینے پر بھی صرف ایک درہم نکلا۔خزانچی کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا دو لاکھ دینار کے قریب مال تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیت المال میں آیا اور وہ سب ضرورت مندوں، یتامیٰ، مساکین، بیوگان اور غلاموں وغیرہ میں تقسیم کر دیا گیا۔

(ابن سعد جلد 3 ص 213)

حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی میں بھی ضرورت مندوں کی خدمت کا یہی جذبہ موجزن تھا۔

حضرت سعدؓ بن خولی ایک غلام تھے۔جو احد میں شہید ہو گئے، ان کا بیٹا عبداللہ یتیم رہ گیا۔حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کا وظیفہ انصار کے برابر مقرر فرمایا تھا۔ (اصابہ جزلی صفحہ 75)

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا۔وہاں ایک عورت ان سے ملی اور عرض کیا اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا اور بچے چھوٹے ہیں۔جن کا فاقہ سے برا حال ہے۔نہ ہماری کوئی کھیتی ہے نہ جانور اور مجھے ڈر ہے کہ یہ یتیم بچے بھوک سے ہلاک نہ ہو جائیں اور میں ایماء غفاری کی بیٹی خفاف ہوں، میرا باپ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل تھا۔حضرت عمرؓ یہ سن کر اس بی بی کے احترام میں وہیں رُک گئے فرمایا ''اتنے قریبی تعلق کا حوالہ دینے پر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں''۔پھر

گھر میں بندھے ایک مضبوط اونٹ پر دو بورے غلے کے بھرے لدوائے۔ ان کے درمیان دیگر اخراجات کے لئے رقم اور کپڑے رکھوائے اور اونٹ کی مہار اس خاتون کو تھما کر فرمایا ’’یہ تو لے جاؤ اور انشاء اللہ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور بہتر سامان پیدا فرمادے گا‘‘۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

آپؓ نے اپنی شہادت سے چند روز قبل اپنے بعض اصحاب کے سامنے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مہلت دی اور زندگی نے وفا کی تو میں عراق کی بیواؤں کے لئے ایسے انتظام کروں گا جس کے بعد ان کو کوئی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر)

حضرت محمد ﷺ کے دیگر صحابہ بھی یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت میں سرگرم رہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہؓ کے مراتب ایک کشفی نظارہ میں دکھائے گئے۔ جن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا۔ ’’کہ آپ سخت پسینہ کی حالت میں آئے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ میرے پاس آنے میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی کہ مجھے آپ کی ہلاکت کا اندیشہ ہوا۔ آپ نے عالم کشف میں جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ میرے مال کی کثرت۔ بس میں اسی بات میں وقف رہا کہ میں نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کہاں وقف کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسولؐ اللہ سے اپنے بارہ میں یہ نظارہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ اناج سے لدی سو سواریاں آج رات ہی مصر کی تجارت سے آئی ہیں۔ میں آپ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ یہ سب مدینہ کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ اس دن میرا کچھ بوجھ ہلکا کردے۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر جلد 35 ص 266)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ کے یتیموں سے ہی حسن سلوک کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قیامت تک آنے والے یتیموں اور کمزوروں کے حقوق اس اعلان کے ذریعہ محفوظ کر دیئے کہ جس کا کوئی نہیں اس کا میں ہوں گا۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور ترکہ میں کوئی مال چھوڑے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو اس حال میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو اور کمزور اولاد یا ضائع ہونے والے یتیم بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں میں ان کا والی ہوں گا‘‘۔

(بخاری کتاب فی الاستقراض باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا)

اس اعلان کے ذریعہ رسول اللہؐ نے اپنے بعد اسلامی بیت المال اور اسلام کے نام پر قائم ہونے والی ہر حکومت کو اپنی نیابت میں یتیم کے حقوق ادا کرنے کے لئے ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ اور اس طرح ہمیشہ کے لئے یتامیٰ کے حقوق کا تحفظ فرما دیا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود یتامیٰ کے حقوق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پھر اس لئے بھی وہ (یتیم) محبت اور حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے سایہ عاطفت سے بچپن میں محروم ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ قوم کی ایک قیمتی امانت ہوتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح نگرانی کی جائے۔ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ ان کو آوارگی سے محفوظ رکھا جائے تو وہ قوم کا ایک مفید وجود بن جاتے ہیں اور نہ صرف ان کی اپنی زندگی سنور جاتی ہے۔ بلکہ وہ دوسروں کی زندگیوں کو بھی سنوارنے والے بن جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ: 7)

قومی کیریکٹر کے لحاظ سے آپ نے یتامیٰ سے حسن سلوک کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔ ’’جب کسی قوم میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ یتامیٰ اور مساکین کی خبرگیری کرنے لگ جائے ...... اور وہ یتیموں کو ایسے ہی سمجھیں جیسے ان کے اپنے بچے ہیں تو اس وقت ایمان کے بغیر بھی وہ قوم بہادر بن جاتی ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم ص 7)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کی برکت سے یتامیٰ کی تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ اور باعزت انتظام موجود ہے اور احباب جماعت نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی پاکیزہ روح کے ساتھ راہ مولیٰ میں جان قربان کرنے والوں کے لواحقین کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے قائم فرمودہ ’’بلال فنڈ‘‘ اور یتامیٰ اور بیوگان کی امداد کیلئے ’’یتامیٰ فنڈ‘‘ (قائم کردہ 1991ء) میں حصہ لیتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس میں مزید مسابقت کی ضرورت ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1986ء میں شہداء کیلئے بلال فنڈ قائم کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

’’بعض دوستوں کی طرف سے یہ اصرار ہوتا رہا ہے کہ شہداء کیلئے ایک مستقل فنڈ اکٹھا ہونا چاہئے۔ پہلے تو میری طبیعت میں یہ تردد رہا اس خیال سے کہ یہ تو ان کے حقوق ہیں اور جماعت کی جو بھی آمد ہے اس میں یہ اولین حق ان لوگوں کا شامل ہے۔ اس لئے الگ تحریک کرنے سے کہیں یہ جذباتی تکلیف نہ ان کو پہنچے کہ ہمارا بوجھ جماعت اٹھا نہیں سکتی اس طرح ہمارے لئے جیسے صدقے کی تحریک کی جاتی ہے۔ اس طرح الگ تحریک کی جا رہی ہے۔ اس لئے کافی دیر تردد رہا اور دعا بھی کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن اب مجھے پوری طرح اس بات پر شرح صدر ہو گیا ہے کہ چونکہ یہ ہرگز صدقے کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اعزاز سمجھے گا اس بات کو کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہیے تھی اتنی نہیں تو ایک بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق مل رہی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 14/ مارچ 1986ء)

سانحہ لاہور کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سیدنا بلال فنڈ کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جن جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ ...... یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہرحال سیدنا بلال فنڈ قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جون 2010ء)

’’جو مخیّر احمدی حضرات ہیں، صاحب حیثیت ہیں ان کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یتیموں کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 فروری 2010ء۔ الفضل 27 مارچ 2010ء)

اللہ تعالیٰ نظام خلافت کے زیر سایہ ہمیں یہ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور ہمارا یہ قومی کردار ہمیشہ زندہ رہے کہ ہم یتامیٰ کو معاشرہ کا مفید وجود بنانے والے ہوں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب معلم وقف جدید

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی کی یاد میں

خاکسار کو 4 جون 2008ء سے 20 جون 2009ء تک فیض آباد ضلع میرپورخاص میں بطور معلم سلسلہ وقف جدید خدمت دین کی توفیق ملی اور ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی کے زیر امارت خدمت دین کی توفیق ملی جب خاکسار کا تقرر ہوا تو تقرر کے چند دن بعد نصرت آباد سٹیٹ نوکوٹ ضلع میرپورخاص میں ماہانہ میٹنگ تھی۔ خاکسار وہاں گیا۔ کیا دیکھا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کیمپ میں مصروف ہیں اور مریضوں کا چیک اپ کر رہے ہیں۔ کیمپ کے ختم ہونے کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب سے خاکسار کا تعارف مکرم مسعود احمد چانڈیو مربی سلسلہ نے کروایا اس کے بعد میٹنگ ہوئی اس کے بعد ضلعی عاملہ کی میٹنگ ہوئی لیکن میں نے یہ دیکھا کہ محترم ڈاکٹر صاحب میٹنگ کے دوران بہت ہشاش بشاش ہیں ذرا بھی تھکاوٹ یا اکتاہٹ نہیں ہے اور ہم تو میٹنگ کے اختتام کے بعد واپس اپنے سنٹر آ گئے لیکن ڈاکٹر صاحب رات تقریباً 11 بجے واپس میرپورخاص گئے۔ اس کے بعد بھی مکرم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی۔ ڈاکٹر صاحب نہایت ہی ملنسار اور ہنس مکھ تھے اور جماعتوں کے حالات سے خوب واقف اور دعوت الی اللہ کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے۔

خاکسار محترم ڈاکٹر صاحب کی سیرت کے حوالہ سے ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہے جس سے خوب اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کتنے محبت کرنے والے مہمان نواز اور واقفین کا خیال رکھنے والے تھے۔

ایک دفعہ خاکسار کو ایک جماعتی فارم پر دستخط کروانے کے سلسلہ میں ضلع میرپورخاص جانا پڑا۔ خاکسار کو مکرم صدر جماعت احمدیہ فیض آباد مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب دوپہر کے وقت آپ کو فضل عمر ہسپتال میرپورخاص میں ملیں گے۔ خاکسار سیدھا آپ کے پاس ہسپتال پہنچا تو روزمرہ کی طرح ہسپتال میں رش بہت زیادہ تھا اور ڈاکٹر صاحب راؤنڈ پر تھے۔ رش اس قدر تھا کہ بیٹھنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ خاکسار استقبالیہ کے پاس کھڑا رہا کچھ انتظار کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنے سٹاف کے ساتھ راؤنڈ سے واپس آ گئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ رش اتنا تھا کہ باری کا آنا مشکل نظر آتا تھا۔ خاکسار ڈاکٹر صاحب کے محافظ کے پاس گیا اور اس کو اپنا تعارف کروایا۔ اس نے اندر جا کر بتایا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ معلم صاحب کو فوراً بھجوا دیں خاکسار نے سلام عرض کی مدعا بیان کیا، دستخط کروائے اور واپس باہر آنے لگا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ آپ بیٹھیں اور پانی پلایا اور فرمایا کہ مہر مشن ہاؤس ہے وہاں سے لگوا لیں۔ خاکسار وہاں سے باہر نکلا اور پیچھے سے ڈاکٹر صاحب نے کسی کو بھجوایا کہ معلم صاحب کو رکشہ لے کر دیں۔ چنانچہ اس لڑکے نے رکشہ لے کر دیا اور خاکسار مشن ہاؤس گیا تو بیت الذکر کے خادم نے بتایا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کا فون آیا تھا اور آپ یہ فارم مجھے دیں میں مہر لگوا کے لے آتا ہوں۔ آپ کا کھانا ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ لگا دیں۔ چنانچہ لگا ہوا ہے۔ آپ پہلے وہ کھا لیں۔ خاکسار حیران تھا کہ محترم ڈاکٹر صاحب اتنی مصروفیت کے باوجود کس طرح ہر کسی کا خیال رکھتے تھے اور تمام کاموں سے جماعت مقدم ہوتی تھی اور آپ کی اول ترجیح دین ہوتی تھی اور دنیا بعد میں اور اس طرح محبت و پیار کرتے تھے کہ ہر کوئی سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مجھ سے بے انتہا پیار کرتے ہیں اور ہسپتال کی مصروفیت اور جماعتی کام لیکن آپ کے چہرہ پر نہ پریشانی نہ تھکاوٹ بلکہ ہنستے مسکراتے رہتے تھے اور دین مقدم رکھتے۔

خدا ڈاکٹر صاحب کی خدمات اور قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں بلند درجات سے نوازے اور سلسلہ کو ایسے خادم دین عطا کرتا چلا جائے۔ آمین

مکرم منظور احمد خان صاحب

حضرت مصلح موعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی یاد میں

مقدس وجودوں کے ساتھ گزارے ہوئے چند لمحوں کی آپ بیتی

میری پیدائش قادیان دارالامان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کے گھرانوں سے ملحقہ یعنی قصر خلافت کے پچھلی طرف ملحقہ ایک غریب خانہ میں 2 جون 1924ء کو ہوئی۔ خاکسار کے تایا جان حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب حضرت مصلح موعود کے ذاتی معالج تھے۔ میرے والد محترم کا نام حضرت محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی ہے۔ انہوں نے 1905ء میں لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ حضرت مولوی عبدالحق صاحب بدوملہوی میرے نانا جان تھے اور حضرت اماں جان کا میری نانی جان محترمہ رمضان بی بی کے ساتھ ایک گہرا تعلق تھا۔ میری والدہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ جب میں سات دن کا تھا تو میری نانی جان مجھے اٹھا کر لے گئیں اور دعا کی غرض سے حضرت مصلح موعود کی گود میں جا کر بٹھا دیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت دعا فرمائی اور نام تجویز فرمایا۔ اس وقت حضور انور انگلینڈ جانے کے لئے تیاری میں مصروف تھے۔ حضور سے دعا کرانے کے بعد نانی جان مجھے گھر لے آئیں اور میرا عقیقہ کیا گیا۔

زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آئے۔ بہت خطرناک حالات بھی پیش آئے، شدید بیماریوں میں بھی مبتلا ہوا۔ تاہم حضور انور کی پیدائش کے وقت کی دعاؤں کا ثمر آج تک پا رہا ہوں۔ جس کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ اگرچہ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں بھی قدم قدم پر میرا ساتھ دیتی رہیں اور دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ میرے ساتھ رہی۔

حضرت مصلح موعود کے گھرانوں میں ایک طرف سیدہ امۃ الحی لائبریری بھی تھی۔ اس طرف ایک دروازہ تھا۔ وہ ہمارے مکان کی طرف کھلتا تھا۔ وہ مکان اب بھی جماعت کے پاس ہے۔ میری ہمشیرہ نفیسہ بیگم گاہے گاہے کھانے کے وقت حضور انور کی ملاقات اور دعا کی غرض سے حاضر ہوتی۔ کھانے کے وقت تبرک حاصل کرنا، کبھی حضور انور کی پسندیدہ ڈش تیار کر کے لے جانا۔ حضور انور بڑی محبت اور شفقت سے سب گھر والوں کا حال احوال دریافت فرماتے۔ اکثر میرے متعلق ذکر آتا۔ میری ہمشیرہ میری طرف سے محبت بھرا سلام عرض کرتی اور دعا کی درخواست بھی کرتی۔ جس خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مصلح موعود ہونے کا ذکر فرمایا، تفصیل کے ساتھ رویا کا ذکر فرمایا، یہ عاجز بھی اس موقعہ پر موجود تھا۔ منبر پر حضور انور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سامنے پہلی صف میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے بڑے جوش اور رقت آمیز لہجہ میں کھڑے ہو کر آمنا و صدقنا فرمایا۔ بعد میں اس سلسلے میں پہلا جلسہ ہوشیار پور میں ہوا۔ جہاں حضرت مسیح موعود نے چالیس روز تک چلہ کیا تھا اور مصلح موعود کی پیشگوئی کی تھی۔ اس جلسہ میں یہ عاجز شامل نہ ہو سکا۔ دوسرا جلسہ لدھیانہ میں ہوا۔ مخالفین نے بہت کوشش کی کہ جلسہ نہ ہو۔ بہت ہنگامہ کیا، جلوس نکالا۔ حضرت مسیح موعود کے حق میں نازیبا الفاظ میں گالیاں نکالتے رہے۔ پنڈال کے باہر مخالفین اکٹھے بھی ہوئے۔ جونہی حضرت مصلح موعود نے اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ اس وقت شدت کے ساتھ بارش شروع ہو گئی۔ سائبان میں سے پانی گرتا رہا لیکن احباب جماعت نے نہایت اطمینان اور توجہ کے ساتھ حضور انور کی تقریر کو سنا۔ سامعین کے کپڑے بارش کے پانی سے تر تھے۔ بارش کے ساتھ مخالف جو جلسہ کو ہر طرح ناکام کرنے کی کوشش میں تھے وہ تتر بتر ہو گئے اور جلسہ بخیر و خوبی انجام پایا۔ اس جلسہ میں خاکسار کو بھی اپنے والد محترم محمد ظہور خان صاحب کے ساتھ شامل ہونے کا موقع ملا۔ اس کے بعد دہلی کے جلسہ کی تاریخ مقرر ہوئی۔ جوں جوں تاریخ اور دن قریب آ رہا تھا اس میں شامل ہونے کا شوق بڑھتا جا رہا تھا لیکن وسائل کی کمی اور چھٹیاں کا حاصل نہ ہونے کا احساس حائل تھا۔ ایک دن جب دوپہر کے کھانے کے وقت ہمشیرہ نفیسہ بیگم حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ ساتھ ہی میری طرف سے دہلی کے جلسہ میں شامل ہونے کی خواہش کا بھی اظہار کر دیا کہ وہ بھی جانا چاہتے ہیں لیکن جانے کا کرایہ نہیں ہے اور دفتر کی طرف سے چھٹیاں بھی نہیں۔ بھائی کو چھٹیوں کا حق بھی نہیں۔ دفتر محاسب صدر انجمن میں ملازمت شروع کئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ اس وقت ہمارا دفتر محاسب بیت مبارک کے نیچے تھے جہاں نمازیں پڑھنے اور حضرت مصلح موعود کی مجالس عرفان میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ حضور جب کھانا کھا کر دفتر جانے کے لئے اٹھے تو جیب میں سے ایک ایک روپیہ کے چاندی کے دس سکے میری ہمشیرہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی کو دے دینا۔ وہ ضرور جلسہ میں جائے۔ دوسرے دن جب میں دفتر جاتا ہوں تو صبح ہی صبح نظارت علیاء کی طرف سے سرکلر آتا ہے کہ جو کارکن دہلی کے جلسہ میں جانا چاہتے ہیں انہیں جانے کی اجازت ہے۔ چنانچہ یہ سرکلر ہمارے محاسب محترم مرزا محمد شفیع صاحب نے جونہی پڑھ کر سنایا میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اسی وقت خاکسار نے درخواست لکھ کر محاسب صاحب کے حوالے کر دی۔ گھر آ کر دہلی جانے کے لئے تیاری کرنے لگا۔ اس وقت دہلی کا کرایہ ایک طرف کا پانچ روپے تھا۔ چنانچہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے دہلی پہنچ گیا۔

جلسہ کے پنڈال کے باہر میدان میں مخالفین کا جم غفیر تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور ان کے سامنے بے شمار پتھر پڑے ہوئے تھے۔ خاکسار کی یادداشت کے مطابق یہ گاندھی گارڈن تھا جہاں جلسہ ہونا تھا۔ پولیس بھی موجود تھی۔ جونہی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی مخالفین نے ہنگامہ شروع کر دیا۔ باہر سے پتھراؤ شروع کر دیا۔ میں بھی اپنے بھائی سلیم مرحوم کے ساتھ ایک گیٹ پر ڈیوٹی پر موجود تھا۔ ہمارے اردگرد پتھر گرتے تھے۔ بہت قریب پتھر گر رہے تھے۔ لیکن کہیں بھی ہمیں پتھر نہ لگا۔ خدا کا شکر کہ سب محفوظ رہے۔ جہاں تک خاکسار کو یاد ہے حضور انور نے خدام کو مقابلہ کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ جب غنڈوں نے عورتوں کی طرف حملہ کرنے کی پیش رفت کی تو اس وقت حضور انور نے بڑے جوش کے ساتھ فرمایا کہ خدام کہاں ہیں؟ تب فوری طور پر خدام نے عورتوں کے پنڈال کو گھیرے میں لے لیا اور دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مستورات کو بحفاظت جائے رہائش پر پہنچا دیا گیا اور کوئی نقصان نہ ہوا۔

اس کے بعد لاہور میں بھی دعویٰ مصلح موعود کے متعلق جلسہ ہوا۔ پٹیالیہ ہاؤس جہاں جودھامل بلڈنگ ہے وہاں یہ جلسہ ہوا۔ خدا کے فضل سے یہ جلسہ بہت ہی کامیاب ہوا۔ یہاں حاضری بھی بہت تھی۔ تمام کارروائی سننے کا محض خدا کے فضل سے موقعہ ملا۔ اس کے بعد پارٹیشن ہو گئی۔ حضور انور کا آئندہ اور شہروں میں بھی جلسہ کرنے کا ارادہ تھا۔

ایک معمولی اور ادنیٰ کارکن کی خواہش کو کس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دہلی کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے نہ صرف اپنی جیب سے دہلی کا کرایہ ادا فرمایا بلکہ ان کارکنان کو بھی دہلی کے جلسہ میں شامل ہونے کی اجازت عطا فرمائی جو جلسہ میں شامل ہونا چاہیں۔ حضرت مسیح موعود نے مصلح موعود کی باون علامات پر مشتمل پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ ''وہ دل کا حلیم ہوگا'' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کس طرح ایک معمولی اور ادنیٰ کارکن کی خواہش کو جس طرح پورا فرمایا یہ آپ کے حلیم ہونے کی کامل نشانی ہے۔ نہ صرف خاکسار کو سفر کے لئے رقم مہیا فرمائی بلکہ جلسہ میں شامل ہونے والے تمام کارکنان کے لئے تعطیلات کا بھی اعلان فرما دیا۔

حضرت مصلح موعود نے اس عاجز کے لئے جبکہ میں صرف سات دن کا تھا اپنی گود میں لے کر جو دعائیں میرے لئے کیں وہ صرف دعائیں ہی نہیں بلکہ برکتوں کا ایک ایسا خزانہ تھا جن سے ساری عمر فیض پایا ہے۔

13 مارچ 2009ء کے روزنامہ الفضل میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے حالات زندگی کی چند جھلکیاں پڑھ رہا تھا کہ آپ کی پیاری اور خوبصورت شکل آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ خاموش طبیعت، نورانی چہرہ، دھیمی چال، ذکر حبیب کے موضوع پر آپ کی تقاریر سننے کا موقع ملا۔ آپ قادیان کے پرانے لنگر خانہ کے قریب حضرت ڈاکٹر غلام غوث کے مکان کے پچھلی گلی میں ایک چوبارہ میں رہائش پذیر تھے۔ ایک موقعہ پر ان کی بیماری کے ایام میں تیمارداری کے لئے حاضر ہونے کا موقع ملا۔ آپ چھوٹوں سے بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ اس دوران مجھے آپ کا یہ معمول یاد آ گیا کہ آپ عموماً عصر کی نماز کے بعد مکرم خان میر صاحب افغان کی دکان پر تشریف فرما ہوتے اور چائے نوش فرماتے۔ خان میر صاحب حضرت مصلح موعود کے باڈی گارڈ بھی تھے۔

مورخہ 30/اپریل 2009ء کے روزنامہ الفضل میں ایک مضمون محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سرگودھا کی طرف سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی یاد میں پڑھنے کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ ہی اس مقدس وجود کی شفقتیں یاد آنے پر آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہونے شروع ہو گئے۔ صدر انجمن احمدیہ میں ملازمت کی وجہ سے لمبا عرصہ تک خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ کے کوارٹرز میں رہنے کا موقع ملا۔ ہمارے سامنے سینئر کوارٹرز میں سامنے کی طرف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا عزیز احمد صاحب اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد رہائش پذیر تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود کی لمبی بیماری کے ایام میں بھی حضور کو دعائیہ عریضہ لکھنے کے علاوہ خاندان مسیح موعود و دیگر مقدس اور بزرگ وجودوں کو بھی ضرور لکھتا۔ حضرت میاں صاحب کو جب بھی عریضہ لکھا ان کی طرف سے اس کا جواب موصول ہوا۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے میرے ایک عریضہ کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا: ''قناعت اختیار کریں۔'' یہ الفاظ میرے دماغ میں میخ کی طرح پیوست ہو گئے۔ ہر کام میں ان الفاظ کو یاد رکھنا میرا معمول تھا۔ مئی جون 1961ء میں اپنڈکس کی تکلیف میں مبتلا تھا کہ حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر منور احمد صاحب نے خون ٹیسٹ کرنے اور ایکسرے وغیرہ کی رپورٹ اور معائنہ کے بعد مجھے فرمایا لاہور ہسپتال جا کر آپریشن کروائیں۔ اس وقت

فضل عمر ہسپتال ابتدائی مراحل میں تھا۔ آپریشن وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ایک روز میں بیماری کی حالت میں پریشان صبح کے وقت غیر ارادی طور پر سامنے والی سڑک پر زیر لب دعائیں کرتا ٹہل رہا تھا۔ اس دوران حضرت میاں صاحب اپنے کوارٹر سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کا باڈی گارڈ بھی تھا۔ مجھے دیکھ کر حیرانی سے فرمایا۔ منظور آپ اس وقت یہاں کیسے پھر رہے ہیں؟ دفتر نہیں گئے۔ میں نے عرض کیا میں بیمار ہوں۔ مجھے اپنڈکس کی تکلیف ہے۔ خاکسار کو ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے لاہور میو ہسپتال میں جا کر آپریشن کروانے کا فرمایا ہے۔ میں دو دفعہ گیا ہوں داخلہ نہیں مل سکا۔ دعا کی درخواست بھی کی۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب اپنے دفتر تشریف لے گئے اور میں اپنے کوارٹر میں آ گیا۔ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ میرے کوارٹر کے دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں باہر نکلا تو باہر حضرت میاں صاحب کے ذاتی ملازم مکرم بشیر احمد خادم صاحب کو کھڑے پایا۔ انہوں نے مجھے صرف یہ مختصر سا پیغام دیا کہ کل صبح تیار رہیں۔ میرے ساتھ آپ نے لاہور جانا ہے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہر کام بڑی پھرتی اور جلدی میں کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح مکرم بشیر احمد صاحب آئے اور مجھے ساتھ لے کر لاہور میو ہسپتال گئے۔ وہاں جاتے ہی سرجیکل ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کے کمرہ میں داخل ہو گئے اور غالباً حضرت میاں صاحب کا خط انہیں دیا۔ باہر مریضوں کی لمبی قطار تھی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ساتھ لے کر سرجیکل وارڈ میں گئے اور مجھے ایک خالی بیڈ پر بٹھا دیا اور مجھے صرف اتنا کہا کہ ڈاکٹر صاحب وارڈ میں آ کر آپ کا معائنہ کریں گے اور خود چلے گئے۔ پھر انہوں نے وہاں کے انچارج کو کچھ پیغام دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ (نام اچھی طرح یاد نہیں غالباً پروفیسر ڈاکٹر امیر الدین صاحب تھے) تشریف لائے۔ یہ وہ ڈاکٹر تھے جنہوں نے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کی بیگم صاحبہ کا آپریشن کیا تھا۔ ان کے ساتھ سٹاف کے تین چار ڈاکٹر صاحبان بھی تھے۔ میرا معائنہ کرنے کے بعد اپنے ساتھی ڈاکٹروں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں کہ ان کا خاص خیال رکھنا۔ محترم ایم۔ ایم احمد صاحب کے والد مرزا بشیر احمد صاحب نے ان کو بھجوایا ہے۔ میں خود ان کا آپریشن کروں گا۔ حالانکہ یہ ایک معمولی آپریشن تھا مگر حضرت میاں صاحب کے احترام کا کتنا خیال تھا۔ دو تین دن کے بعد کامیاب آپریشن ہو گیا۔ مزید تین دن تک ہسپتال میں رہنے کے بعد خیریت سے میں واپس ربوہ آ گیا۔ آپ کی دعاؤں کا فیض میں نے بہت پایا۔

میرے ایک خط کے جواب میں صرف اتنا تحریر فرمایا: ''قناعت اختیار کریں''۔ آپ کے اس ارشاد سے میں نے ساری زندگی پوری توجہ دی ہے۔ ہر کام میں قناعت کو مدنظر رکھا۔ خدا کے فضل سے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے فضل فرمائے اور آج تک میں قناعت پر قائم رہنے کے باعث بڑے فیض پا رہا ہوں۔

(ابن کریم)

عزیزم رضوان علی واقف نو کی یاد میں

رضوان علی واقف نو ولد سلطان علی صاحب اچانک حدود وِقت سے یکدم اتنا آگے نکل گیا کہ اسے بار بار ڈھونڈا مگر افسوس صد افسوس کہ اس نے اب ملنا تھا اور نہ ہی ملا۔

چند روز پہلے خاکسار سینا ٹریولز بالمقابل ایوانِ ناصر اپنے کسی کام سے گیا۔ رضوان علی جسے میں اکثر پیار سے رضی کہہ کے پکارتا تھا کی کرسی پر بیٹھے ہوئے مدثر احمد سے میں نے کہا رضی کہاں ہے؟ مدثر نے قلم روک دیا اور دم بخود سا ہو کر بیٹھ گیا۔

اس نے بھرائی ہوئی آواز میں مجھے ساری تفصیل بتائی کہ یہ قیامت ہم پر 28 جولائی کی رات کو ٹوٹی۔ اس نے بتایا ہم دونوں نے 9:30 پر آفس بند کیا اور دارالیمن اپنے محلے بلکہ اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ ہم دونوں نہ صرف ہم عمر بلکہ محلّہ دار اور کلاس فیلو تھے۔ اکٹھے پڑھنا اکٹھے جماعتی ڈیوٹیز دینا اور پھر ایک ہی آفس میں اکٹھے ہی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ غرضیکہ کئی واسطوں اور وسیلوں سے ہم مکتب تو تھے ہی ہم پیالہ و ہم نوالہ بھی بن گئے۔ رضوان بھی ہنسی خوشی باتیں کرتے ہوئے گھر گیا اور پھر اگلی صبح ملنے کا کہہ کے اتنی دور چلا گیا کہ جہاں سے کبھی کوئی واپس نہ آیا۔ یوں گیا کہ قیامت ہی ڈھا گیا۔ اب قیامت کو ہی اس سے ملاقات ہوگی۔ مدثر باتیں کر رہا تھا اور مجھے غالبؔ کا یہ شعر یاد آ رہا تھا۔

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

اب مدثر نے رضوان کے گھر پہنچنے کی ساری تصویر کشی کی۔ رضوان جب گھر پہنچتا تھا تو گھر میں خوب رونق لگ جاتی تھی۔ سب سے پہلے تو وہ اپنی چھوٹی بہن عائشہ کو پیار کرتا جس کے متعلق وہ کہا کرتا تھا جس طرح جنوں کی جان کسی بوتل میں ہوتی ہے نا بالکل اسی طرح اس گڑیا میں میری جان ہے۔ تین بھائی اور ایک پیاری سی بہن اور ماں باپ کل یہ چھ افراد پر مبنی کنبہ تھا۔ کھانے کے دوران ماں باپ اور بہن بھائیوں کے شکوؤں کا جواب دے رہا تھا کہ گھر کو وقت کم دیتے ہو سارا سارا دن دفتر اور ڈیوٹیز۔ کہنے لگا جلسہ سالانہ برطانیہ جانے والوں کا رش تھا اس لیے کام زیادہ تھا۔ چلیں اب سب گھر والوں کے ساتھ اکٹھے ہی جلسہ سالانہ پر حضور انور کے خطابات اور دوسرے پروگرامز بذریعہ ایم ٹی اے اکٹھے ہی دیکھیں گے۔ آج میں بہت خوش ہوں کہ آج جو آخری قافلہ لندن حضور انور کی زیارت کے لیے روانہ ہوا وہ وہاں بخیر و عافیت پہنچ گیا ہے۔ انہیں اور بلکہ جس دن سے ہم سیٹیں کروا رہے ہیں کسی کو بھی اس دینی اور للّٰہی سفر کرنے والے کو کوئی رکاوٹ اور مشکل پیش نہ آئی۔ اس کامیابی پر وہ اتنا خوش دکھائی دے رہا تھا کہ اس سے خوشی سنبھالی نہیں جا رہی تھی کہ اتنے لوگ بخیر و عافیت اور بغیر کسی رکاوٹ اور مشکل کے بآسانی درِ اقدس پر اپنی روحانی تشنگی کے سامان کرنے پہنچ گئے ہیں۔ بہر حال وہ اس کامیابی پر بہت خوش تھا اور پھر گھر والوں کو مزید تسلی یہ دلائی کہ انشاء اللہ جلسہ سالانہ کے بعد اکٹھے ہی کہیں سیر پر بھی جائیں گے اور یہ ان سب کا ہر سال سیر وغیرہ کا کہیں کوئی پروگرام بن جایا کرتا تھا۔

رضوان کی ایک یہ عادت بھی تھی کہ گھر آ کر اپنی امی جان کی گود میں سر رکھ کچھ دیر آرام کرتا تھا۔ ان قدموں کی ٹھنڈک لیتا جن کے متعلق مخبرِ صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ جب رضوان کی توجہ اپنی ماں کی طرف ہوئی تو وہاں اس کا دوسرا بھائی اس آغوش میں اپنی بیٹری چارج کروا رہا تھا کہ یکا یک اس کے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور وہ ٹیلیفون سننے اٹھا تو ماں کی آغوش میں جگہ مل جانے پر شکرانے کا نعرہ لگاتے ہوئے جلدی سے اپنی پیاری ماں کی طرف لپکا اور گود میں لیٹ گیا۔ ادھر ماں اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگ گئیں اور وہ اس پیار کے جھولے میں جھولنے لگ گیا۔ ماں سارے دن کی تھکان بیٹے کو گود میں پا کر دور کرنے لگ گئی اور بیٹا پیار کے جھلارے لینے لگ گیا اور اپنی تھکان کو بھلانے لگا۔ پہلے تو کبھی اس آغوش میں اسے نیند آ جایا کرتی تھی مگر آج تو اس کے پیچھے وہ لگے ہوئے تھے کہ وہ جو انہیں حکم ہو جائے اسے کر گزرتے ہیں اور تقدیر اپنا کام دکھانے والی تھی کہ یکدم ماں کو اپنے 6 فٹ ایک جوان رعنا کا جسم ایک جھٹکے سے ہلتا محسوس ہوا۔ ماں نے دوسرے بیٹوں اور اپنے میاں کو آواز دی مگر بلاشبہ فرمانِ الٰہی کتنا مضبوط اور برحق ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ کل اس نے کیا کرنا ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کس زمین پر مرے گی۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہو گی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

بھاگم بھاگ بذریعہ ایمبولینس ہسپتال لے جایا گیا مگر ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نوجوان کی موت کو تو اتنا وقت گزر چکا ہے۔ بس پھر کیا تھا ہنستا بستا گھر اجڑ گیا۔ آہ

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وہیں ساکت و جامد بیٹھا رہنے کے بعد میں نے کہا آج جلسہ برطانیہ کا آخری دن ہے اور عالمی بیعت بھی آج سے لاکھوں سعید روحیں نئی زندگی پائیں گی۔ ایک بھاری تعداد خسارے والی زندگی سے بچے گی اور حق بات صبر کے ساتھ کہتے چلے جانے کا عہد کرے گی اور کروڑوں احمدیت کے پروانے 198 ملکوں میں بیٹھے ہوئے اپنے محبوب امام جو مغرب میں ہونے کے باوجود مشرق و مغرب، شمال جنوب والوں کو سجدہ کرتے دکھائی دے گا یقیناً قبولیتِ دعا کی گھڑیاں آج میسر ہوں گی۔ میں بہشتی مقبرہ جا کر مدثر کی بات عملی طور پر دیکھوں تو سہی کہ واقعی رضی منوں مٹی تلے جا سویا ہے۔ چنانچہ عالمی بیعت کے معاً بعد میں نے بائیسکل پکڑی اور نصیر آباد کی طرف چل نکلا۔ کوئی آدھ گھنٹے کی مسافت کے بعد جب میں بہشتی مقبرہ پہنچا وہاں میں تازہ قبروں کی طرف چل پڑا۔ سیکنڈ لاسٹ قبر پر میری نظر پڑی تو وہاں رضوان علی ولد سلطان علی تاریخ وفات 10-7-28 اور وصیت نمبر 49663 لکھا دیکھا تو میرے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا۔ بار بار قبر کی طرف دیکھوں عالمِ تصور میں یونہی لگے جیسے رضی ہنس رہا ہو مسکرا رہا ہو اور پوچھ رہا ہو سر جی کیا حال ہے؟ بلاشبہ اسے مسکرانے کا حق ہے کہ اسے وہ جگہ ملی جو قسمت والوں کو ملتی ہے۔ اس نے تو ایک جست میں ہی اتنے فاصلے طے کر لیے۔ جلدی جلدی کام سمیٹے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کو جو خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی خاطر دور دراز کا سفر کرنے نکلے ان کی سہولت کی خاطر آپ خود پتہ نہیں اپنے اوپر کتنی مشقت وارد اس نے کی کہ سارا سارا دن کام میں جُتے رہنا۔ کمپیوٹر پر باریک سے باریک کام اور نازک ذمہ داریاں ادا کرتے رہنے۔ ہاں بس نماز کا پابند تھا۔ کبھی نماز سے آتے ہوئے نظر آتا تھا اور کبھی جاتے ہوئے۔ جب کبھی فون کیا تو گا ہے یہی جواب ملتا نماز عصر کے بعد آ جائیں یا مغرب کے بعد یا عشاء کے بعد۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بھی قیامت والے دن امن کے سائے کی خوشخبری دی ہے جس کا دل بیت کے ساتھ اٹکا رہتا ہے سو اس نوجوان کو بھی بالکل اسی طرح ہی عبادت الٰہی کا اشتیاق پایا۔ اسے جلدی تھی سو جلدی کام نمٹا لیے۔ اس کے ساتھ والی قبر مکرم عبدالقدوس ملہی کی تھی۔ چھ ماہ قبل وہ سخت سردی کے دنوں میں بہت شدید دھند کی وجہ سے کالج روڈ پر آفس جانے کی بجائے کہ وہاں سکول ٹائم کی وجہ سے رکشاؤں کا رش ہوگا اور میرے لیے آفس وقت پر پہنچنا مشکل ہوگا اس نے بھی جلدی پہنچنے کے لیے سرگودھا روڈ لے لی مگر تیزی میں آگے دیکھ ہی نہ سکا کہ الٹے ہاتھ ایک خراب ٹرالی کھڑی ہے۔ سو اس سے جا ٹکرایا۔ چھ مہینے کے بعد اس کی لاش بہشتی مقبرہ میں لائی گئی تو یہ دونوں مخلص نوجوان وہاں ایک دوسرے کے ہمسائے لیٹے ہوئے

ہیں۔ خدا دونوں پر اپنی رحمت و مغفرت کی نظر رکھے۔

بہشتی مقبرہ کی زمین تو قسمت والوں اور نصیب والوں کو ملتی ہے کیونکہ حکم و عدل کا کیا خوبصورت فقرہ ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی نہ بنائے گی مگر جو جنتی ہوگا وہی اس میں دفن ہوگا۔ اور فرمایا انزل فیھا کُلّ رحمةٍ۔ اس میں ہر قسم کی رحمت نازل کی۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

ایسے لوگ جو اس طرح نیکیاں کرتے کرتے رخصت ہو جاتے ہیں وہ مرا نہیں کرتے۔ ہاں ان کی نیکیاں اختیار کرتے رہنا چاہئے۔ اے کاش رضوان علی جیسی عاجزی انکساری کام میں محنت مشقت گھر کے ساتھ محبت ہمیں بھی میسر آجائے۔ رضی کو تو میں صرف چار پانچ دفعہ ملا ہوں کام ٹیلیفون کے ذریعہ بھی کہنے کا موقع ملا۔ وہ عجیب ملنسار لڑکا تھا۔ اب پتہ چلا واقفِ نو تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی عظیم الشان تحریک کا ایک سپاہی جبھی تو اس میں خوبیاں بھی بہت تھیں اور خدا نے تاثیر اور کشش بھی رکھ دی تھی۔ میں نے کئی دفعہ کھڑے کھڑے بعض سیٹوں کے لیے Slip اس سے کروائی تھی۔ کئی دفعہ کہا بیٹا کتنے پیسے ہمیشہ کہتا سر جی کس چیز کے پیسے؟ حالانکہ وقت خرچ ہوتا تھا۔ کاغذ لگتا تھا بلکہ بعض دفعہ اٹھ کر ساتھ والے آفس سے پرنٹ نکلواتا مگر مجال جو ایک پیسے کا بھی لالچ ہو۔ خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ میں جو اسے سال ڈیڑھ سال سے جانتا تھا آج جب وہ ساڑھے اکیس کا ہو کر راہی عدم ہوا تو جب میں اس سے ملنے آفس پہلی دفعہ گیا تو اس وقت وہ یقیناً ساڑھے انیس یا بیس سال کا ہوگا مگر اتنا ہی میچور اور سچا اور کھرا آدمی تھا۔ وہ نوجوان مجھ سے نہیں بھلایا جا رہا۔ ماں باپ بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب اور اس کے قریبی دوستوں پر کیا گزری ہوگی۔ اس کی ماں کا کیا حال ہوگا جس کی گود میں وہ ہیرا روز اپنی کلکاریاں بکھیرتا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

کوئی تو روئے لپٹ کر جوان لاشوں سے
اسی لیے تو وہ بیٹوں کو مائیں دیتا ہے

تاہم ہمارے ہاں خلافت کے نظام کی بدولت صبر اور حوصلے کی دولت کی فراوانی ہے۔ دنیا نے دیکھا نہیں کہ 86 جنازے لاہور سے اٹھے مگر ہمارے امام نے دوسروں کے آنسو تھام لیے۔ سو اسی نمونہ کے مطابق ہمارا ابھی یہی طریق ہونا چاہیے۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

ہاں یہ ضرور ہے کہ اس جواں سال موت سے دنیا کی بے ثباتی کا پتہ چلتا ہے۔ سچ ہی تو ہے کہ پانی کے بلبلے کی مانند ہی تو زندگی ہے۔ نہ معلوم کب وہ بلبلہ اپنی انتہا کو چھولے اور قصہ ختم ہو جائے۔ کم از کم میں جو اس سے کئی گنا عمر میں بڑا ہوں اور اڑتالیسویں سال میں ہوں کہ اس جواں سال موت نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔

خاتمہ بالخیر کی دعا کی طرف خصوصی توجہ ہوئی۔ اصولی طور پر تو ہمارے مذہب نے ہمیں ہر نماز میں خاتمہ بالخیر کی دعا سکھلائی ہے۔ **ربنا اغفرلی**...... میں دراصل یہی سبق ہے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش۔ دراصل خاتمہ بالخیر ہی کی دعا نہیں تو اور کیا ہے۔

اس شخص کا نام بھی تاریخ اللہ کے محبوب بندوں میں شامل کرتی ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا کی بے ثباتی اور فنا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور خدا کی بقاء اور رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا نے اپنی رضا بھی عطا کی اور بقاء بھی۔ سو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مخلص اور بے لوث واقفِ نو جس نے اپنی زندگی میں آنکھوں کے عطیہ کی بھی وصیت کی ہوئی تھی جو کہ اس کی وفات کے بعد فوری پوری کر دی گئی خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ ماں باپ بہن بھائیوں، دوست اقارب اور ہمارے جیسے جو اس کی خوبیوں پر رشک کرتے ہیں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کی خوبیوں کو زندہ کرنے اور رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

سازش مگر کس کی؟

ایاز خان اپنے کالم جستجو میں لکھتے ہیں۔

ہم سازشوں کی تھیوری پر یقین کرنے والی قوم بنتے جا رہے ہیں یا شاید بن چکے ہیں۔ دہشت گردی کی کوئی چھوٹی سی واردات ہو یا کوئی ہولناک بڑی کارروائی ہمارا پہلا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ یہ کسی دشمن ملک کا کام ہے۔ ایک بات تو طے ہے کہ اگر کوئی دشمن ہے تو وہ آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کیوں کرے گا۔ وہ یہی چاہے گا کہ آپ اتنے کمزور ہو جائیں کہ اس کے مقابلے کی دوڑ سے ہی باہر ہو جائیں۔ فرض کرتے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کے جتنے واقعات ہو رہے ہیں ان سب میں ہمارا کوئی دشمن ملک ملوث ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کے بارے میں ہمارے بعض ادارے ثبوت ہونے کے دعوے بھی کرتے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت بلوچستان کے واقعات میں بھارت کو ملوث قرار دیتی ہے۔ پنجاب میں دہشت گردی کی جتنی وارداتیں ہوتی ہیں ان کے بعد کہا جاتا ہے یہ سب ''را'' کی کارستانیاں ہیں۔ بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما ہو جانے کے بعد انتہا پسندوں کے خلاف آپریشن ابھی جاری ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی سرکاری عہدے دار یہ دعویٰ کرنے لگتا ہے کہ اس میں بھارتی ایجنسیاں ملوث ہیں۔ کوئی پوچھے کہ تمہیں اتنی جلدی کیسے معلوم ہو گیا کہ اس میں بھارت ملوث ہے؟ چلیں ان سارے دعوؤں کو درست مان لیتے ہیں، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا بھارتی باشندے وہاں سے آ کر خودکش حملے کرتے ہیں۔ کیا ہر کارروائی میں بھارتی سرحد پار کر کے آتے ہیں اور اپنا ٹارگٹ حاصل کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ایسا نہیں لیکن اس بات کا اعتراف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ دہشت گردوں کو وہاں سے جدید ہتھیار اور مالی مدد ملتی ہو لیکن ہر کارروائی میں ہمارے مقامی لوگ ملوث ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو کارروائی کے فوری بعد اپنی ذمہ داری قبول کرنے میں لمحے بھر کی تاخیر کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں ہمارے اپنے ہیں۔ ان کی اکثریت یہیں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ اسی ملک کے شہری ہیں۔ ان سب کا تعلق ان شدت پسند تنظیموں سے ہے جو کالعدم قرار دی جا چکی ہیں۔ ہم جب سازش کی تھیوری کا سہارا لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دہشت گردوں کے خلاف ایکشن نہیں لینا چاہتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ کبھی اسمبلی کی ایک سیٹ جیتنے کے لئے ہمیں ان کی ضرورت پڑتی ہے اور کہیں ان کا خوف اتنا غالب آ جاتا ہے کہ ہم مخالفت مول لینے کو تیار نہیں ہوتے۔ ہمیں اپنی جان کی حفاظت کرنا ہے، عام شہری خواہ وہ مسلمان ہو یا اس کا تعلق کسی اقلیت سے ہو اس کی موت پر ہم محض مذمتی بیان جاری کر کے اپنا فرض پورا کر دیتے ہیں۔ بے حسی کا یہ عالم ہے کہ ہمارے بعض دانشور اور صحافی ان کی مذمت میں دو حرف بھی نہیں لکھتے یا بولتے۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ وہ ان دہشت گردوں سے ہمدردی رکھتے ہیں یا ان کے ساتھی ہیں۔ ہماری صفوں میں موجود یہ لوگ القاعدہ کی شکل میں امریکہ کی تباہی دیکھ رہے ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ القاعدہ امریکہ کو تباہ کر دے گی۔ اس ایک خواہش نے ہمارا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ دہشت گردوں کو کارروائیوں کا جواز فراہم کرنے کے لئے ڈرون حملوں پر یہ کہہ کر تنقید کی جاتی ہے کہ ان میں صرف بے گناہ مرتے ہیں۔ اب تک ان حملوں کے نتیجے میں جو دہشت گرد مرے ہیں ان کا ذکر سرے سے گول کر دیا جاتا ہے۔ میں ڈرون حملوں کا حامی نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری مسلح افواج دہشت گردوں کے خلاف خود کارروائی کریں۔ لیکن کیا کیا جائے یہ لوگ تو اپنی فوج کے آپریشن پر بھی تنقید کرتے ہیں۔

افسوس کہ میرے وطن میں خون کی ہولی کھیلنے والے دہشت گرد مذہب کے نام پر یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اس مذہب کے نام پر جو ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ وہ جن کے لئے ہم جیسے عام مسلمان بھی کافر ہیں اقلیتوں پر حملے کرنا زیادہ ثواب کا کام سمجھتے ہوں گے۔ یہ ہمیں اس وقت تک مارتے رہیں گے جب تک ہم اس بات پر یکسو نہیں ہو جاتے کہ یہ اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں اور ہم سب نے مل کر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہمارے حکمران ہمیں سازشوں کی تھیوری کی ریت میں سر دینے پر مجبور کرنا چھوڑ دیں گے کیونکہ ریت میں سر دینے سے خطرے ٹلا نہیں کرتے۔ کھلی آنکھوں سے حقائق کو پرکھنے کی صلاحیت پیدا کی جائے تب کہیں جا کر اندھیرے میں روشنی کی کوئی کرن جگمگاتی ہے۔ میرے نزدیک وہ سب لوگ بھی شریک جرم اور اس قوم کے مجرم ہیں جو ہمارے ہی گلے کاٹنے اور ہمیں ہی بم دھماکوں میں اڑانے کی سازش پر عمل پیرا ان انسانیت کے دشمنوں کی کارروائیوں کے بعد بھی چپ سادھے رہتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے اردگرد موجود ہیں، ان کو پہچاننے اور ان کی سازشوں کو ناکام بنانے میں ہی ہماری اور اس ملک کی بقا ہے۔ یہ ضرورت اسی وقت پوری ہو گی جب سازشوں کی تھیوری سے ہماری جان چھوٹے گی۔ بہت پہلے بھی ایک بار عرض کیا تھا کہ ان درندوں سے مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا یہ دشمنوں کے ایجنٹ ہیں۔ اسلام کا یہ صرف نام استعمال کرتے ہیں ان کا مذہب سے دور کا واسطہ نہیں۔ ہمارے سیاست دان بھی قصور وار ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی حکومتوں کو بچانے میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہے کہ ان کی منافقانہ پالیسیوں سے اگر یہ دہشت گرد مضبوط ہوتے گئے تو یہ ملک ہی نہیں رہے گا۔ یہ ملک نہ رہا تو یہ کس پر حکمرانی کریں گے اس طرف دھیان دینے کی ضرورت کوئی محسوس نہیں کرتا۔ امریکی انتظامیہ پاکستان میں دہشت گردوں کے ہر ٹھکانے کو خود نشانہ بنانے کی تیاری کر رہی ہے۔ یہ دہشت گرد امریکہ کو جواز فراہم کیوں کر رہے ہیں اس پر کوئی غور کیوں نہیں کرتا۔ ہم حقائق کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں۔ ممبئی میں حملے ہوئے تو اجمل قصاب کو پاکستانی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ پاکستانی ہے پھر کہیں جا کر اعتراف کیا گیا۔ فیصل شہزاد نیویارک میں پکڑا گیا۔ ہمارا پہلا ری ایکشن تھا یہ کہ یہ امریکہ کی سازش ہے۔ جب تک ہر کارروائی کو دشمنوں کو سازش قرار دینے کا سلسلہ جاری رہے گا تب تک انسانیت کے یہ دشمن ایک کے بعد ایک کارروائی کرتے رہیں گے۔ یہ ملک تباہ ہوتا رہے گا۔ بے گناہ مرد، عورتیں اور بچے مرتے رہیں گے۔ ہماری مساجد شہید ہوتی رہیں گی۔ بازار اجڑتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ ہمارے آس پاس موجود ہمارے اپنے لوگ کر رہے ہیں۔ جتنا جلد اس حقیقت کا اعتراف کر لیا جائے اتنا بہتر ہے۔ مزید تاخیر کی اب گنجائش ہی کہاں ہے؟

(روزنامہ ایکسپریس 31 مئی 2010ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ دفتر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری خوشدامن محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری علی احمد صاحب مرحوم دارالبرکات ربوہ مورخہ 13 ستمبر 2010ء کو رات ساڑھے گیارہ بجے بعمر 90 سال وفات پاگئیں۔ مورخہ 14 ستمبر کو بیت المبارک میں بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان نے دعا کروائی۔ مرحومہ بہت نیک، تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور دعا گو خاتون تھیں۔ تلاوت قرآن کریم اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود میں بہت باقاعدہ تھیں۔ مالی تحریکات اور صدقہ وخیرات میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ انہوں نے 1/9 حصہ کی وصیت کی تھی چندہ ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ عرصہ سے شوگر، بلڈ پریشر اور سانس کی تکلیف سے بیمار تھیں، مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور باوجود مخالفت کے بڑی ثابت قدمی سے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ مرحومہ نے اڑتالیس سال بیوگی میں گزارے ان کی صرف ایک ہی بیٹی ہے مرحومہ کا خلافت سے عشق کی حد تک تعلق تھا اور خاندان حضرت مسیح موعود سے بہت محبت اور احترام کا تعلق تھا۔ مرحومہ کا ربوہ کے اولین آباد ہونے والوں میں شمار ہوتا تھا اور اپنے محلّہ میں ''چوہدرانی صاحبہ'' کے نام سے مشہور تھا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹی' داماد، نواسہ اور دو نواسیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم رانا طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد اشرف جگ صاحب صدر جماعت احمدیہ ڈاہرانوالی ضلع حافظ آباد 19 مئی 2010ء کو ڈاہرانوالی میں وفات پا گئے۔ 19 مئی 2010ء بعد نماز مغرب مکرم فہیم احمد شاہد صاحب مربی ضلع حافظ آباد نے ڈاہرانوالی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں قریبی جماعتوں کے احباب شامل ہوئے۔ بعد ازاں مرحوم کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں 20 مئی کو صبح 10 بجے ان کی نماز جنازہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی مرحوم خدا کے فضل سے موصی تھے اور وقت وفات صدر جماعت احمدیہ ڈاہرانوالی کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے مرحوم نے 1962ء میں احمدیت قبول کی مرحوم نہایت ہی مخلص احمدی اچھے داعی الی اللہ، مہمان نواز، جماعت کے فدائی اور دعا گو بزرگ تھے۔ جب بھی دوست و احباب میں بیٹھتے تو جماعت احمدیہ کی سچائی اور خلافت کی برکات کے حوالے سے باتیں کرتے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے مرحوم نے بے لوث جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ناصر احمد رفیق صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ لکھتے ہیں۔

مکرمہ قیصرہ جہاں صاحبہ بنت مکرم خلیل احمد صاحب مرحوم آف کراچی مورخہ 14 ستمبر 2010ء کو کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 22 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ ایف۔اے کی طالبہ تھیں۔ تہجد گزار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں اور سلسلہ کے امور میں اخلاص کے ساتھ حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ مکرم مسعود احمد صاحب پاشا آف دارالعلوم جنوبی بشیر کی نسبتی ہمشیرہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ موصیہ تھیں مورخہ 16 ستمبر 2010ء کو بعد نماز عصر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد تدفین مکرم قمر احمد صاحب کوثر نائب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کے لواحقین کو صبر عطا فرماوے اور مرحومہ کو اعلیٰ درجات سے نوازے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ مشتاق زہرہ صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ وصیت نمبر 15883 ساکن فلیٹ نمبر 7 فلور نمبر 2 سیکٹر F-10 اسلام آباد سے دفتر کا رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی یہ خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو فوری دفتر وصیت رابطہ کریں یا ان کے معین ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

کامیابی

مکرم محمد اعجاز اسلم ہاشمی صاحب امیر ضلع ڈیرہ غازی خان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھانجی نور الفلاح بنت محترم قمر لطیف صاحب نے بفضل اللہ تعالیٰ 2010ء کے میٹرک کے سالانہ امتحانات میں 984/1050 نمبر حاصل کر کے ڈیرہ غازی خان کے سکول D.P.S میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ موصوفہ نے گزشتہ سال وزیر اعلیٰ کی سکیم Essy رائٹنگ میں صوبہ پنجاب میں تیسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس پیاری بھانجی کو مزید نمایاں کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

ولادت

مکرم سہیل احمد بٹ صاحب محمود آباد کراچی تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے محترمہ نورین نعمان صاحبہ اہلیہ مکرم نعمان مبشر صاحب آف امریکہ کو مورخہ 15 جولائی 2010ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام خاقان احمد عطا فرمایا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم بشارت احمد بٹ صاحب اگوکی ضلع سیالکوٹ کا نواسہ اور مکرم مبشر احمد صاحب امریکہ کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی و بابرکت عمر عطا کرے نیز خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم خالد پرویز بٹ صاحب کارکن ضیاء الاسلام پریس ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 14 ستمبر 2010ء کو بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام شازینا خالد تجویز ہوا ہے نومولودہ مکرم عبدالمجید بٹ صاحب سابق کارکن ضیاء الاسلام پریس کی پوتی اور مکرم سعید احمد بٹ صاحب صدر جماعت مانانوالہ ضلع فیصل آباد کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

☆......☆......☆

مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب مربی سلسلہ

سلسلہ کے معروف خادم اور مربی سلسلہ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب مورخہ 22 ستمبر 2004ء کو 76 سال کی عمر میں ہیوسٹن امریکہ میں وفات پا گئے۔ مورخہ 28 ستمبر 2004ء کو آپ کا جنازہ ربوہ پہنچا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ 23 مارچ 1928ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے والد اور والدہ دونوں رفقاء تھے۔ 1950ء میں جامعہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز کیا اور سری لنکا بھجوائے گئے 1958ء تک سری لنکا، 1959ء تا 1960ء مشرقی افریقہ، 1960ء تا 1962ء اور 1966ء تا 1970ء ماریشس میں رہے۔ جبکہ 1974ء تا 1976ء مغربی افریقہ میں گزارے۔ مرکز میں استاد جامعہ احمدیہ، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین اور پھر ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی کے طور پر خدمات کی توفیق پائی۔ اسی طرح رکن مجلس کارپرداز، رکن مجلس افتاء، مہتمم اطفال مرکزیہ، قائد انصاراللہ مرکزیہ و پاکستان رہے۔ علمی شخصیت کے حامل تھے متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔ سلائیڈز کے ذریعہ ایک لمبے عرصہ تک دعوت الی اللہ کی۔ آپ ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے ریٹائرمنٹ کے بعد امریکہ کینیڈا اور دوسرے مقامات پر بھی دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں کام کرتے رہے۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ ایک بیٹے مکرم محمد الیاس منیر صاحب (اسیر راہ مولیٰ) مربی سلسلہ جرمنی ہیں۔

الفضل اور کراچی کے احباب

مکرم عبدالرشید ساٹری صاحب کراچی نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل (آنریری) سے احباب جماعت نماز جمعہ کے بعد احمدیہ ہال میں رابطہ کر سکتے ہیں۔ الفضل جاری کروانے کیلئے فون نمبر 6320478 پر ان سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

☆ سالانہ چندہ -/2100 روپے

☆ ششماہی =/1050 روپے

☆ سہ ماہی =/525 روپے

☆ خطبہ نمبر =/450 روپے ہے۔

احباب جماعت الفضل کی توسیع اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیرکنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

چند خیالی کردار

ٹارزن

امریکہ میں 20 ویں صدی میں کئی کردار تخلیق ہوئے۔ یہ کردار خیالی تھے لیکن ان کو حقیقت کی طرح لیا گیا، سراہا گیا اور حقیقت ہی سمجھا گیا۔ 1914ء میں ایک کردار ''ٹارزن'' تخلیق ہوا جس نے بہت جلد ایک شخصیت کا روپ دھار لیا اس کردار کا خالق ایڈگر رائس بروتھا جس نے بتایا کہ ایک انگریز لارڈ اور اس کی بیوی کو افریقہ کے مغربی ساحل پر باغیوں نے گھیرے میں لے لیا تھا۔ ٹارزن ایک سال کا تھا تو اس کی ماں مر گئی اور پھر اس کے باپ کو افریقی قبائلیوں نے مار دیا۔ اس کے بعد جنگل میں ایک سال کے بچے کو بن مانس گوریلے اٹھا کر لے گئے اور اس کی پرورش اپنے انداز سے کی چنانچہ ٹارزن کو ان دیوہیکل بن مانسوں جیسی ساری صلاحیتیں حاصل ہوگئیں۔ وہ درختوں کی شاخیں پکڑ کر جھولتا اور لہراتا ہوا اور پورے جنگل میں گھومتا رہتا تھا۔ جنگل کے پھل اس کی غذا تھی اور وہ بن مانسوں کے انداز ہی سے بولتا تھا جب ٹارزن کی بن مانس ماں مر گئی تو اسے بہت دکھ ہوا۔ پھر اس جنگل میں ایک امریکی لڑکی جین رپورٹر کا گزر ہوا اور اس نے ٹارزن کو انسانوں کی زبان سکھائی۔ ٹارزن گورا تھا۔ اس کی بہادری اور خوبصورتی میں گوری تہذیب کی برتری اور قوت کو دکھایا گیا وہ دراز قد، نیلی آنکھوں اور کالے بالوں والا کڑیل جوان تھا۔ وہ اتنا ذہین تھا کہ اس نے نئی زبان فوری سیکھ لی۔ وہ اتنا وفادار تھا کہ بن مانس ماں کو اکثر یاد کر کے آہیں بھرتا۔ وہ وفادار اور اخلاقیات کا پیکر تھا۔

ٹارزن ایک مقبول کردار بن گیا، اس کی تصویری کہانیاں پوری دنیا کے اخباروں میں شائع ہوئیں۔ اس کے کارناموں پر ہالی وڈ نے فلمیں بنائیں۔ ٹیلی ویژن آیا تو اس کے کارنامے گھر گھر دیکھے جانے لگے۔ ٹارزن ایک ایسا نام تھا جس سے دنیا کا ہر شخص واقف تھا اور بہادری کے کارناموں کے لئے ٹارزن کا نام ضرب المثل بن گیا تھا۔ کوئی اپنی بہادری کا قصہ سناتا تو لوگ اس کو کہتے۔ بڑے ٹارزن بنے پھرتے ہو، ذرا یہ کام تو کر دکھاؤ۔

ٹارزن کا وجود کہیں نہیں تھا لیکن اس کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا اس کے ساتھ ساتھ گورے آدمی کی برتری کو ذہنوں میں بٹھا دیا گیا۔

سپرمین

ٹارزن کے بعد امریکہ میں ایک دوسرا کردار تخلیق ہوا۔ یہ بھی ایک ہیرو کا کردار تھا اس کا نام تھا ''سپرمین''۔ اس کردار کو جیری سیگل اور جو شسٹر نے تخلیق کیا۔

سپرمین کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ ایک سیارے کراپٹن میں پیدا ہوا اور جب یہ سیارہ تباہ ہو رہا تھا تو اس کے سائنسدان باپ نے اسے ایک راکٹ کے ذریعے زمین پر پھینک دیا۔ وہ راکٹ کنساس کے ایک کسان کے کھیت میں گرا جس نے اس بچے کی پرورش کی اور اس کا نام کلارک کینٹ رکھا۔ بچپن ہی سے کلارک میں ماورائی شخصیات والی قوتیں پیدا ہوگئی تھیں اور بڑے ہوتے ہوتے یہ قوتیں ایسی ہوگئیں کہ جو دیکھتا دنگ رہ جاتا۔ وہ انتہائی طاقتور تھا، اس میں بلا کی قوت برداشت اور تیزی تھی انتہائی ذہین۔ اس کی سانس میں تیز ہواؤں کی طاقت تھی۔ وہ اڑ سکتا تھا۔ اس کی نظر ایکسرے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ وہ ایک نگاہ سے چیزوں کو جلا سکتا تھا۔ یہ کردار 1938ء میں تخلیق ہوا تھا۔ تصویری کہانیوں کی صورت میں یہ اخباروں کی زینت بنا۔ اس کے کارنامے پھر فلموں میں دکھائے جانے لگے۔ سپرمین کا وجود خیالی تھا لیکن لوگ اس کو حقیقت سمجھتے تھے یہ عجیب بات ہے کہ ٹارزن کا کردار پہلی جنگ عظیم کے آغاز پر اور سپرمین کا کردار دوسری جنگ عظیم سے پہلے تخلیق ہوا۔

سپائیڈرمین

امریکہ میں تیسرا کردار جو تخلیق ہوا وہ ''اسپائیڈرمین'' کا کردار تھا۔ یہ کردار اسٹین لی اور اسٹو ڈٹکو نے تخلیق کیا۔ 1962ء میں جب اس سپر ہیرو کو روشناس کرایا گیا تو پورے امریکہ میں اس کی دھوم مچ گئی۔ اسپائیڈرمین ایک یتیم بچہ تھا جس کی پرورش آنٹی مے اور انکل بین نے کی۔ اس بچے میں عجیب وغریب صفات تھیں۔ وہ سیدھی دیواروں پر چپک جاتا۔ خطروں کی بو کو فوری سونگھ لیتا۔ انتہائی چاق و چوبند، انتہائی طاقتور، جینئس والی خوبیاں، شخصیت میں ٹھہراؤ، ناممکن کو ممکن کر دکھانے والی صلاحیتوں کا حامل، اسپائیڈر مین کہانیوں، فلموں اور ٹیلی ویژن سیریل کے ذریعے مقبول ہو کر سارے ریکارڈ توڑ گیا اور سب سے مقبول ہوگیا۔

بایونک وومین

ٹارزن، سپرمین اور اسپائیڈرمین میں یہ سارے سفید فام ہیرو تھے۔ اب سفید فام ہیروئن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ 1978ء میں ''بایونک وومین'' کرادار تخلیق ہوا۔ ایک ٹینس اسٹار فضا سے چھتری کے ذریعے اترتے ہوئے حادثے کا شکار ہو کر قریب المرگ ہوگئی اس کا آپریشن ہوا اس کی سماعت ختم ہوگئی تھی۔ لیکن اس کے کان میں سماعت کا ایسا آلہ لگایا گیا جس کے ذریعہ وہ دور دور کی آوازیں سن سکتی تھی اس کے دائیں بازو میں غیر معمولی طاقت آ گئی۔ اس کی مصنوعی ٹانگوں میں ایسی طاقت تھی کہ وہ ریس والی کاروں سے زیادہ تیز دوڑنے لگے۔ بایونک وومین کا کردار ایک باقاعدہ شخصیت کے طور پر امریکہ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں مشہور ہوگیا۔

نرسنگ ٹریننگ کلاس

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں عنقریب نئی نرسنگ ٹریننگ کلاس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس کیلئے تعلیم ایف ایس سی ہے۔ ایسے احمدی بچے/ بچیاں (خصوصاً واقفین نو) جو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی نئی نرسنگ کلاس 2010ء میں داخلہ کیلئے خواہشمند ہوں اپنی درخواستیں ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے نام اپنے صدر صاحب/ امیر صاحب کی سفارش سے ارسال کریں۔ درخواستیں بھجوانے کی آخری تاریخ مورخہ 28 ستمبر 2010ء ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

گمشدہ موبائل

ایک عدد موبائل Sony Ericsson w850 دارالنصر وسطی میں کہیں گر گیا ہے۔ موبائل کے میموری کارڈ میں نہایت اہم Data ہے۔ براہ کرم جس کسی کو ملے وہ دفتر صدر عمومی میں جمع کروا دے یا 0333-8387308 پر رابطہ کریں۔

ضرورت اساتذہ

اردو میڈیم ہائی سکول نصرت جہاں اکیڈمی میں ہائی کلاسز کو انگلش اور ریاضی پڑھانے والے اساتذہ کرام کی ضرورت ہے۔ خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں مع اسناد کی نقول بنام چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن تحریر کر کے خاکسار کو 25 ستمبر 2010ء تک بھجوا دیں۔ درخواست صدر حلقہ/امیر جماعت کی تصدیق شدہ ہو۔

تعلیمی قابلیت: ایم اے۔ ایم ایس سی، بی اے۔ بی ایس سی۔ بی ایڈ اضافی قابلیت شمار ہوگی۔

(پرنسپل اردو میڈیم ہائی سکول، نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

ضرورت اساتذہ

ناصر ہائیر سیکنڈری سکول اور کالج کی انگلش کلاسز پڑھانے والے اساتذہ کی فوری ضرورت ہے۔ ایسے اساتذہ جن کی تعلیمی قابلیت کم از کم M.A انگلش ہو، فوری طور پر سکول سے رابطہ کریں۔

(پرنسپل ناصر ہائر سیکنڈری سکول، دارالیمن وسطی ربوہ)

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

ربوہ میں طلوع وغروب 22 ستمبر

طلوع فجر	4:29
طلوع آفتاب	5:54
زوال آفتاب	12:01
غروب آفتاب	6:08

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی -/100 روپے بڑی -/400 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

ہر علاج ناکام ہو جائے تو انشاءاللہ
ہولزموپیتھی سے شفا ممکن ہے۔
رابطہ اور پراسپکٹس کیلئے ہومیو ڈاکٹر اسلم سجاد
0334-6372030/047-6214226

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
(1) کورس دو ماہ -/4000 ماہانہ (2) کورس تین ماہ -/6000 ماہانہ (3) صرف تیاری ٹیسٹ ایک ماہ -/4000
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423,0476213372

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

منور جیولرز
اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بینک ربوہ
پروپرائٹر: میاں منور احمد قمر
047-6211883/0321-7709883

FD-10